خواتین کا اسلام
558 بدھ 15 محرم 1435ھ مطابق 20 نومبر 2013ء
میوزیم آف اسلامک آرٹ۔ دوحہ قطر
قصہ دو شادیوں کا
افلاس
قابلِ رشک موت
تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

دنیوی زندگی کی سج دھج

جو لوگ (صرف) دنیوی زندگی اور اس کی سج دھج چاہتے ہیں، ہم ان کے اعمال کا پورا پورا صلہ اسی دنیا میں بھگتا دیں گے، اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں ہے، اور جو کچھ کارگزاری انہوں نے کی تھی، وہ آخرت میں بے کار ہو جائے گی، اور جو عمل وہ کر رہے ہیں، (آخرت کے لحاظ سے) کالعدم ہیں۔

(آسان ترجمہ قرآن سورۂ ھود، آیت نمبر 15,16)

تشریح: کافر لوگ جو آخرت پر تو ایمان نہیں رکھتے، اور جو کچھ کرتے ہیں، دنیا ہی کی خاطر کرتے ہیں، ان کی نیکیوں، مثلاً صدقہ، خیرات وغیرہ کا صلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے۔ آخرت میں ان کا کوئی ثواب نہیں ملتا، کیوں کہ ایمان کے بغیر آخرت میں کوئی نیکی معتبر نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کوئی نیک کام صرف دنیوی شہرت یا دولت وغیرہ حاصل کرنے کے لیے کرے تو اسے دنیا میں تو وہ شہرت یا دولت مل سکتی ہے، لیکن اس نیکی کا ثواب آخرت میں نہیں ملتا۔ بلکہ واجب عبادتوں میں اخلاص کے فقدان کی وجہ سے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ آخرت میں وہی نیکی معتبر ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے کی گئی ہو۔

الحدیث

چھینکنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" (تم پر اللہ کی رحمت) کہے اور جب یہ بھائی "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہیے کہ چھینکنے والا (اس کے جواب میں یہ دعائیہ کلمہ) کہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات درست فرما دے)۔ (صحیح بخاری)

تشریح: چھینک آنے سے ایسی رطوبت اور ایسے بخارات دماغ سے نکل جاتے ہیں جو اگر نہ نکلیں تو کسی تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائیں۔ اس لیے صحت و اعتدال کی حالت میں چھینک کا آنا گویا اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ اس لیے ہدایت فرمائی گئی کہ جس کو چھینک آئے وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے اور جو کوئی اس کے پاس ہو وہ کہے "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" (یعنی یہ چھینک تمہارے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنے) اور پھر چھینکنے والا اس دعا دینے والے بھائی کو کہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ"۔ ذرا غور کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم و ہدایت نے ایک چھینک کو اللہ کی کتنی یاد اور کتنی رحمتوں کا وسیلہ بنا دیا۔ (معارف الحدیث)

گلدستہ

دو مثالیں:

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "1947ء میں جب پاکستان کے بننے کے سلسلے میں مسلمانوں پر مظالم ٹوٹ رہے تھے تو دو مثالیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ایک شخص کی ڈاڑھی تھی اس نے منڈھا دی، جب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاڑھی دیکھ کر مجھے بھی مسلمان سمجھیں اور قتل کر دیں، اس لیے میں نے جان کی حفاظت کے لیے ڈاڑھی منڈھائی ہے۔

اور ایک دوسرے شخص کی ڈاڑھی نہیں تھی، اس نے رکھ لی۔ اس سے پوچھا گیا، تو نے ڈاڑھی کیوں رکھی؟ تو اس نے کہا، مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور کیا خبر میرا وقت بھی آجائے اور قتل کر دیا جاؤں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے ہاں میں ایسی صورت میں جاؤں جو سنت کے مطابق ہو۔

(خطبات مبشر)

خدا اور رسول ﷺ پر پختہ یقین:

امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے تھے:

"حق تعالیٰ شانہ نے طفولیت ہی میں مجھے وہ یقین عطا فرمایا تھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا اور جمعہ کا وقت آجاتا تو کھیل چھوڑ کر چلا جاتا اور لڑکوں سے کہتا کہ ہم نے اپنے ماموں صاحب سے سنا ہے کہ تین جمعے چھوڑنے والا (جہاں جمعہ فرض ہو) منافق ہو جاتا ہے۔"

اندازہ کریں کہ جس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے عمل نہیں کرتے، حضرت مولانا بچپن میں اس کا کتنا خیال کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

کرامتِ قاسمی:

1857ء کے ہنگامے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی معیت میں شاملی کے میدان میں علم جہاد بلند کرنے والوں میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی پیش پیش تھے، بلکہ امیر لشکر بھی منتخب ہوئے تھے۔ انتہائی جرأت اور بے جگری کے ساتھ آپ نے دست بدست جنگ کی، کنپٹی پر ایک گولی بھی لگی مگر عجیب بات یہ ہے کہ گولی لگنے سے کپڑے تو خون سے تر ہو گئے لیکن لمحوں بعد عمامہ اتار کر دیکھا تو گولی کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ (سوانح قاسمی) (حلیمہ بنت عزیز الرحمٰن، رحیم یار خان)

عقل مند عورت اور بے وقوف عورت:

عقل مند عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے اور اس کی ایسی خدمت کرتی ہے کہ اس کو بادشاہ بنا دیتی ہے اور پھر خود کو ملکہ کہلواتی ہے۔ اور بے وقوف عورت خاوند کو اپنے تابع کرنا چاہتی ہے۔ اور اس کو غلام بنانے کی کوشش کرتی ہے اور پھر آخر کار غلام کی بیوی کہلاتی ہے۔

نیند میں ڈرنے اور نظر لگنے کی دعا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عَذَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ. ”میں پناہ مانگتی ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے سے خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے، شیطانی وساوس واثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔“ (ابوداؤد وترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ جنہوں نے اس مسنون دعا کی روایت فرمائی ہے، ان کا معمول تھا کہ ان کی اولاد میں جو بچہ بالغ ہو جاتا، اسے یہ دعا یاد کرا دیتے اور جو ابھی چھوٹا بچہ ہوتا، یہ لکھ کر اس کے گلے میں بطور تعویذ ڈال دیتے۔

خیال

اثر جونپوری

دل میں گر ہے خوشنمائی کا خیال
ہر نفس رکھو صفائی کا خیال
قلب کو بھی خوب پاکیزہ رکھو
اب نہ لاؤ بے حیائی کا خیال
خرچ اپنی مِلک سے کرتی رہو
تم نہ رکھو پائی پائی کا خیال
کیوں نہ پھر بھائی ہو بہنا پر فدا
جب بہن رکھتی ہو بھائی کا خیال
فکر یوں اصلاحِ باطن کی ہو اب
در مرض جیسے دوائی کا خیال
ہاں علامت ہے یہ کبر و عُجب کی
دور کر دو خود نمائی کا خیال
کس قدر ہرجائیت ہو گی بُری
جب گراں ہے بے وفائی کا خیال
جب اثرؔ فریاد سنتا ہے خدا
کیوں ہو اپنی بے نوائی کا خیال

پیاو رسحر

غیر مسلم خواتین کی طرف سے حجاب کی حمایت

اللہ اکبر! جو رب کائنات صدیوں پہلے کنکریوں سے رسالت محمدیہ کی شہادت دلوا چکا، اس کی قدرت آج بھی کچھ ایسے ہی عجیب مناظر دکھا رہی ہے۔ مادر پدر آزادی اور عریانیت وفحاشی کا امام یورپ ایک حیرت انگیز تجربے سے دوچار ہوا ہے۔ پوری دنیا میں بے حیائی کا طوفان سب سے زیادہ یورپ میں ہے، پھر یورپی ممالک میں بھی درجہ بندی کے حساب سے عریانیت، بدکاری اور اخلاق باختگی میں پہلے نمبر پر یورپ کا شمالی ملک سویڈن ہے جہاں کی خواتین کی بے شرمی اور بے حجابی سے امریکا اور باقی یورپ والے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اسی سویڈن میں کچھ دنوں پہلے ایک مسلمان خاتون کو حجاب لینے پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ظاہر ہے کہ تشدد کرنے والے مغرب کے اسی متعصب ترین طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنی طرح ساری دنیا کو برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

یہ بات ہمارے لیے تو افسوس ناک تھی ہی مگر عجیب ترین بات یہ ہوئی کہ خود سویڈن کی خواتین نے اس پر احتجاج کیا۔ تشدد کا نشانہ بننے والی مسلم خاتون سے اظہار یک جہتی کیا، اور وہ بھی کیسے؟ ان سویڈش غیر مسلم خواتین نے خود حجاب پہن لیا۔ یہ تحریک انٹرنیٹ کے ذریعے راتوں رات پھیل گئی۔ سوشل میڈیا پر ہزاروں غیر مسلم خواتین اس کی حمایت میں آگئیں۔ ان سب کا کہنا تھا کہ حجاب ایک انسانی حق ہے جو عورت کو ملنا چاہیے۔

عام یورپی مرد اگرچہ حجاب کے حق میں نہیں مگر مغربی عورت بڑی تیزی سے یہ حقیقت سمجھ رہی ہے کہ مغربی تہذیب کی برہنگی اور فحاشی نے اس کی جھولی میں محرومیوں کے سوا کچھ نہیں ڈالا۔ اس کی حیثیت جنگ میں گرفتار ہو کر اغیار کے ہاتھ آنے والی ایک زرخرید لونڈی سے زیادہ کچھ نہیں۔ ماضی میں باندیاں رشتوں ناتوں سے بے گانہ صرف ہوس کی تسکین کا سامان بنا کرتی تھیں، آج کی مغربی عورت خود کو اسی مقام پر دیکھ رہی ہے۔ نہ اسے ماں کا مقدس درجہ حاصل ہے، نہ بہن کا احترام۔ نگاہوں میں اس کے لیے ہوس ہی ہوس ہے۔ باندیاں پھر محفوظ تھیں کہ ایک شخص کی دسترس میں ہوا کرتی تھیں، مگر آج کی مغربی عورت مرد کی خواہش کے لیے، ایک ایک ڈالر پر روز کتنی بار فروخت ہوتی ہے، اس معاشرتی پست حیثیت کا عورت کو اندازہ ہوتا جا رہا ہے۔ اسی لیے جب وہ اپنی حفاظت کے اسباب سوچتی ہے تو اسے اسلام کا نظام عصمت وعفت اور پردے کا رواج بہت پر کشش معلوم ہوتا ہے۔

کاش کہ ہماری مسلمان مائیں بہنیں جو مغرب کی چکاچوند پر اندھا دھند نثار ہو رہی ہیں، کچھ ہوش کریں۔ بزرگ کہتے تھے، ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ آج مغرب کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کر رہی ہے مگر اس پر فریفتہ ہونے والوں کا حال قدم قدم پر داستان عبرت سناتا ہے۔

مسلم معاشرے اور اسلامی اقدار میں عورت کے لیے تعلیم سمیت سماجی خدمات کے کتنے ہی دروازے کھلے ہیں۔ شرعی حدود میں رہتے ہوئے عورت اپنے گھر، خاندان، معاشرے اور ملک وملت کی بھرپور خدمت کر سکتی ہے، دولت وثروت حاصل کر سکتی ہے، عزت ومقام پا سکتی ہے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ عورت پوشیدہ سے پوشیدہ تر رہے کہ ہیرے کا اصل مقام جوہری کی دکان نہیں، شاہ کی انگشتری میں ہوتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہوتی۔ صحابیات کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ امت کی تربیت میں ان کا بنیادی کردار ہے۔ پردے میں رہتے ہوئے انہوں نے امت کی جو خدمت کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ اپنے اکابر کے گھرانوں کی خواتین کے تذکرے بھی پڑھنے کے قابل ہیں۔ اور کچھ نہیں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی ’آپ بیتی‘ میں ایسے کتنے واقعات مل جائیں گے۔ انہیں پڑھیں اور عمل کی کوشش کریں۔ مغربی تہذیب ایک ایسا متعفن نالا ہے جس میں گرنے والے خود اپنی زندگیوں سے تنگ ہیں۔ خودکشیوں کی جو بہتات وہاں ہے، ہمارے ہاں غربت، مہنگائی اور بیماریوں کے باوجود اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی زندگی سے پناہ مانگیں اور اس دین مبین کی قدر کریں، جس نے شرم وحیا اور عزت وناموس کو ایک حسین امانت کی طرح ہمارے سپرد کیا ہے۔

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل
”خواتین کا اسلام“ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون اندرون ملک: 600 روپے، بیرون ملک: 3700 روپے

قصہ دو شادیوں کا...!!

نور محمد۔ سہارنپور

اسلام نے شادی اور نکاح کو بے حد آسان اور سہل بنایا تھا، مگر آج ہم مسلمانوں نے اس میں طرح طرح کی خرافات داخل کر کے اسے انتہائی مشکل بنا دیا ہے۔ کسی اللہ والے کا کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ جب نکاح سستا اور آسان تھا تو زنا مشکل تھا، لیکن جب آج نکاح مہنگا اور مشکل ترین کام بنا دیا گیا ہے تو زنا سستا اور آسان ہو گیا ہے۔ آج مسلم معاشرہ کی اکثر شادیوں کا نقشہ الا ماشاء اللہ یہ ہے کہ خوشی کی خاطر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جاتی ہے۔ اسراف اور فضول خراچی جو حرام ہے، محض جھوٹی شان دکھلانے کے لیے بے خوفی کے ساتھ اس کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ نوجوان پٹاخے چھوڑ رہے ہیں، غل غپاڑے میں مشغول ہیں۔ جس سے آس پاس کے سارے مسلمان اذیت میں رہتے ہیں۔ بھلا کیا یہ اسلامی نکاح ہے؟ کیا اسلامی شادیاں اسی انداز کی ہوتی ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کا مفہوم ہے:

''جس نکاح میں جتنی سادگی ہوگی اسی قدر اس نکاح میں خیر و برکت ہوگی۔''

شادی کے بعد کے تنازعات اور جھگڑے، آئے دن طلاق و فسخ نکاح کی وارداتیں اسی طرح کی غیر اسلامی انداز کی شادیوں کا نتیجہ ہیں۔ اس نکاح کے برے اثرات پھر بہت دیرپا اور نسلوں تک منتقل ہوتے ہیں اور اولادیں نافرمان پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام اور اسلامی شعار کا انہیں پاس ولحاظ نہیں ہوتا۔ معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں اور پھر سماج کا امن وسکون غارت ہو جاتا ہے۔ خیر و برکت والے سادہ نکاح اور اللہ کی نافرمانی کا مرقع نکاح کی دو مثالیں ہمیں اپنے ہی شہر میں ملتی ہیں اور ان کا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

ایک دوست نے بیان کیا کہ شہر کے ایک مسلم محلّہ سے گزر ہوا۔ دیکھا کہ ایک جگہ لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہے اور لوگ ایک دوسرے سے کسی اہم معاملہ میں پوچھ تاچھ کر رہے ہیں۔ میرا فطری تجسس بیدار ہو گیا۔ میں بھی قریب پہنچا اور ایک شناسا سے پوچھا۔ معلوم ہوا کہ اب سے تقریباً دس ماہ قبل ایک مسلم نوجوان کا نکاح ایک امیر باپ کی بیٹی سے ہوا تھا۔ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ پوری رات ڈھول تاشے اور ساؤنڈ باجے سے پورے محلّہ میں دن جیسا سماں رہا۔ محلے والے پوری رات چین کی نیند نہ سو سکے۔ غرض اسراف اور فضول خرچیوں کی شاہکار بن کر یہ شادی ہوگئی۔

شادی کے بعد نئی تہذیب کے مطابق ہنی مون منانے کا پروگرام بنا کہ کسی سرسبز و شاداب اور پربہار جگہ جانا چاہئے۔ چنانچہ ایسا ہوا اور تقریباً دو ماہ تک شادی کی تقریبات، تفریحات کا سلسلہ چلتا رہا۔ بیوی چونکہ امیر باپ کی بیٹی تھی، سہیلیوں میں اور معاشرہ میں اس کی ناک اونچی ہی رہے، اس لیے اس کا مزید مطالبہ ہوا کہ ابھی شادی کو صرف دو ہی مہینے ہوئے ہیں، ذرا تاج محل آگرہ جو کہ محبت کی نشانی ہے، وہاں بھی جانا ہے کہ شادی کے بعد جوڑے کا وہاں جانا ہماری سوسائٹی اور تہذیب کا حصہ ہے۔

شوہر بے چارہ جو اپنے مقدور سے زیادہ اخراجات سے گراں بار ہو چکا تھا، بیوی کی دلجوئی کے لیے مزید قرض لے کر اس کے لیے بھی تیار ہو گیا۔ خیر وہاں سے واپسی ہوئی پھر مزید تفریحات اور سیاحتی مقامات کی سیر کا پروگرام بنتا رہا اور شوہر اپنی جھوٹی شان باقی رکھنے کے لیے بیوی کی دلداری کے لیے مالی اعتبار سے گراں بار ہوتا رہا۔ ایک ماہ بعد شوہر نے عاجز آکر مزید تفریحات پر بیوی کو لے جانے سے انکار کر دیا۔ لڑکی ناراض ہوگئی اور میکے چلی گئی، پھر کچھ لوگوں نے صلح صفائی کرا دی اور بات اس پر طے ہوئی کہ شوہر اب اپنے گھر کی بجائے سسرال ہی میں رہے گا۔ بیوی نے اپنی امیرانہ شان دکھاتے ہوئے یہ شرط رکھ دی کہ شوہر اب اپنے گھر والوں، ماں باپ، بھائی بہن اور دیگر اعزہ و احباب سے بھی نہیں ملے گا۔ یہ زن مرید شوہر اس پر بھی تیار ہو گیا، لیکن اچانک ماں کی بیماری کی وجہ سے وہ اپنی ماں سے ملنے گھر آ گیا۔ اب بیوی نے اس پر واویلا شروع کر دیا اور طلاق کا مطالبہ کرنے لگی۔ عاجز اور پریشان شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی اور دس ماہ کے اندر نکاح، شادی اور طلاق سب کچھ ہو گیا۔

بیان کرنے والے شادی کی یہ عبرت انگیز داستان بیان کر رہے تھے اور میرے ذہن میں اسی شہر سہارنپور کی صدیوں پرانی نہیں بلکہ صرف 79 سال پہلے کی ایک شادی کا منظر ابھر رہا تھا۔ اس شادی کا احوال حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ کے سادہ لیکن پرکشش انداز بیان میں ملاحظہ فرمائیں:

''حسب معمول مدرسہ مظاہر علوم کے سالانہ جلسہ کے لیے مورخہ ۲/ محرم ۱۳۲۵ھ مغرب کے قریب چچا جان نور اللہ مرقدہ (حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی) تشریف لائے اور فرمایا:

''ہمارے یہاں میوات کے جلسوں میں نکاحوں کا دستور پڑ گیا ہے، کل کے جلسہ میں حضرت مدنی رحمہ اللہ سے یوسف وانعام کا نکاح پڑھوا دوں؟''

میں نے کہا: ''شوق سے، مجھ سے کیا پوچھنا۔'' عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد میں نے اہلیہ مرحومہ اور دونوں بچیوں کے کان میں ڈال دیا کہ چچا جان کا ارادہ یہ ہے کہ دونوں بچیوں کا نکاح پڑھوا دیں۔ میری اہلیہ نے دبے لفظوں میں کہا کہ تم دو چار دن

قابلِ رشک موت

سعودی عرب کے خوبصورت شہر ابھاء میں ابھی حال ہی میں ایک لڑکی کی شادی تھی۔ مغرب کی نماز کے بعد اس کا مقامی دستور کے مطابق سنگھار وغیرہ کیا گیا جیسا کہ دلہن کو سجایا جاتا ہے۔ اسی اثنا میں اس لڑکی نے عشاء کی اذان سنی۔ بالکل اسی وقت اس کی ماں نے آکر بتایا کہ تیرا دولہا آگیا ہے۔ مگر لڑکی نے نیچے جانے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھنے کا فیصلہ کرلیا۔ لڑکی نے اپنی ماں سے کہا۔ کہ میں وضو کر کے نماز پڑھنے لگی ہوں......!

لڑکی کی ماں حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی:

"کیا تم پاگل ہو؟ مہمان تمہیں دیکھنے کے لیے انتظار کر رہے ہیں اور تمہارے میک اپ اور بناؤ سنگھار کا کیا ہوگا؟ یہ تو سارا پانی سے ڈھل جائے گا، میں تمہاری ماں ہوں اور تمہیں نماز نہ پڑھنے کا حکم دیتی ہوں اور کہا، واللہ! اگر تم نے ابھی وضو کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی!"

بیٹی نے کہا:

"اللہ کی قسم! میں بھی یہاں سے تب تک نہ جاؤں گی جب تک نماز ادا نہ کرلوں، میں کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنے اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتی۔"

اس کی ماں نے کہا:

"مہمان تمہیں میک اپ کے بغیر دیکھ کر کیا کہیں گے؟ وہ تمہارا مذاق اڑائیں گے اور تم کسی کو بھی اچھی نہیں لگو گی...... ایسا کرنا، اپنے گھر جا کر بعد میں نماز پڑھ لینا۔"

لڑکی ماں کی بات سن کر مسکراتے ہوئے بولی:

"آپ اس لیے پریشان ہو رہی ہو کہ میں لوگوں کی نظر میں خوبصورت نہیں لگوں گی، لیکن میں تو اپنے پیدا کرنے والے کی نظر میں خوبصورت بننا چاہتی ہوں...... اور پھر آپ کیا میری زندگی کی ضمانت دے سکتی ہیں کہ میں دوسرے گھر جانے تک زندہ رہوں گی!؟"

لڑکی نے وضو کیا، جس کی وجہ سے اس کا سارا میک اتر گیا، لیکن اسے میک اپ خراب ہونے کا کوئی افسوس نہیں تھا اور نہ ہی لوگوں کے اچھا برا کہنے کا کوئی خیال تھا، کیوں کہ اسے لوگوں سے زیادہ اپنے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے سرخ رُو ہونا تھا۔

اس نے نماز شروع کی اور حالت سجدے میں وہ لطف پایا، جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اسے تو پتا بھی نہیں تھا کہ یہ اس کی زندگی کا آخری سجدہ ہوگا!!

جی ہاں وہ لڑکی اسی وقت حالتِ سجدہ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ کیا خوبصورت اور قابلِ رشک موت تھی......!

وہ اللہ کو قریب کرنا چاہتی تھی۔ اللہ عزوجل نے اسے اسی حالتِ سجدہ میں اپنے قریب کیا جہاں ہر مسلمان اللہ کے قریب ترین ہوتا ہے۔

[حوالہ العربیہ نیوز نیٹ]

ذرا سوچیے! اگر ہم میں سے کوئی اس لڑکی کی جگہ ہوتی تو کیا کرتی۔ یقیناً نماز کو ہی مؤخر کیا جاتا کہ بعد میں آرام سے پڑھ لیں گے، مگر جسے آخرت کی فکر ہے اور جسے معلوم ہے کہ زندگی نہایت بے اعتبار شے ہے اور اس کے آنے والے ایک پل کا بھی بھروسہ نہیں ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آنے پر کبھی بھی نماز مؤخر نہیں کرے گی، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔

بہر حال نہایت چھوٹے چھوٹے عذر جن کی وجہ سے ہم نماز جیسی اہم عبادت کو مؤخر کر دیتے ہیں، اور کبھی تو وقت نکل جاتا ہے اور نماز قضا تک ہو جاتی ہے، تو سوچیے کہ کیا ہم اس طرح نادانستگی میں نماز کی اہمیت کم نہیں کر رہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور اپنی محبت کا ذرہ نصیب فرمائے اور ایسی شان دار موت نصیب فرمائے آمین۔

شمائلہ مصطفیٰ۔ کراچی

پہلے کہتے تو میں ایک ایک جوڑا تو ان کے لیے سلوا دیتی۔

میں نے کہا: "اچھا مجھے خبر نہیں تھی کہ یہ بے لباس پھر رہی ہیں، میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ کپڑے پہنے پھرتی ہیں!" میرے اس جواب پر مرحومہ بالکل ساکت ہوگئیں۔

جامع مسجد آتے ہوئے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے میں نے عرض کر دیا کہ یوسف اور انعام کا نکاح پڑھنے کے لیے چچا جان فرما رہے ہیں۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے بہت اظہارِ مسرت فرمایا، اور کہا: "ضرور پڑھوں گا، ضرور پڑھوں گا۔"

جامع مسجد پہنچنے کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مہر کیا ہوگا؟

میں نے عرض کیا: "ہمارے یہاں مہر مثل ڈھائی ہزار ہے۔"

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں مہر فاطمی سے زیادہ پر ہرگز نکاح نہیں پڑھوں گا۔"

تھوڑی دیر تک میرا اور حضرت کا جامع مسجد کے در میں بیٹھے بیٹھے اس مسئلہ پر مناظرہ ہوا۔ بالآخر حضرت مدنی قدس سرہ منبر پر تشریف لے گئے اور سادہ نکاح کی فضیلت، برکت پر لمبا چوڑا وعظ شروع کیا۔ حضرت مولانا حکیم جمیل الدین نگینوی ثم الدہلوی جو اس جلسہ میں شریک تھے، انہیں ساڑھے دس بجے کی گاڑی سے جانا ضروری تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ آپ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے فرما دیں کہ نکاح جلد پڑھ دیں، تا کہ ہم لوگ بھی نکاح میں شرکت کر کے جاویں۔ میں نے حضرت کی خدمت میں اطلاع پہنچا دی۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کو یہ خیال ہوگیا کہ بعض لیگی حضرات میری تقریر سننا پسند نہیں کرتے، اس لیے اولاً تو خوب ناراض ہوئے لیکن معاً دونوں لڑکوں یوسف و انعام کو منبر کے پاس کھڑا کر کے خطبہ پڑھ کر نکاح پڑھ دیا اور پھر اپنے وعظ میں مشغول ہوگئے۔ چونکہ عزیزان مولویان یوسف و انعام یہیں سہارنپور میں پڑھتے تھے، اس وجہ سے لڑکیوں کے نظام الدین دہلی جانے کا سوال ہی نہ تھا۔ میرے گھر ہی میں شب جمعہ کو دونوں کی چار پائیاں علیحدہ علیحدہ بچھوا دی جاتیں، جب سال کے ختم پر وہ حضرات نظام الدین گئے تو اپنی بیویوں کو بھی چچا جان کی معیت میں ساتھ لے گئے۔"

☆☆☆

دیکھا آپ نے شہر ایک ہی ہے، لیکن انداز کس قدر بدل گیا ہے؟ ایک طرف ایسی سادگی کہ شریکِ حیات فرماتی ہیں کہ کم از کم دو تین دن پہلے ہی بتا دیتے اور ایک طرف اتنا ہنگامہ کہ پورا محلہ رات بھر چین کی نیند نہیں سو سکا۔ دونوں کے اپنے اپنے طبعی اور فطری اثرات ہیں جو مرتب ہو کر رہے۔ ایک شادی دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار رہی ہے تو دوسری شادی لڑائی جھگڑے اور آپس کے نفرت و عداوت پیدا کر کے دنیوی زندگی کو اجیرن بنا رہی ہے اور اس کا نتیجہ آخرت میں کیا رونما ہونے والا ہے وہ تو اللہ ہی جانے۔ ﴿انتخاب: عائشہ اسلام۔ کراچی﴾

درد کا درماں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ محترمہ باجی ریحانہ تبسم صاحبہ! میں اپنے ایک مسئلے میں آپ کی رہنمائی چاہتی ہوں۔ میرے شوہر عالم ہیں۔ وہ تین بھائی ہیں۔ ان کے ایک اور بھائی امام مسجد بھی ہیں، ان کے چچا کی پانچ بیٹیاں ہیں، ان کے والد نے ان کے رشتے اپنے ان بھتیجوں سے نہیں کروائے، جبکہ ان کی خواہش تھی ہمارے رشتے ان تین بھائیوں کے ساتھ ہو جائیں۔ اس بات کا دکھ لے کر وہ لڑکیاں شروع سے یہ دھمکیاں دے رہی ہیں کہ ہم اس بات کا بدلہ اپنے چچا کی اولاد (ان تینوں بھائیوں) کی اولاد سے لیں گی۔ اب وہ ہم پر اور ان تینوں بھائیوں پر جادو کر رہی ہیں، ان کی صحت خراب رہتی ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی جو ایک ہوٹل میں ملازم ہیں، ان کا کام میں دل ہی نہیں لگتا۔ یہ تینوں بھائی بڑے شریف النفس ہیں مگر ان چکروں کی وجہ سے بڑے پریشان ہیں۔ اگر وہ کسی عامل سے علاج کرواتے بھی ہیں تو دوبارہ ان پر جادو کر دیا جاتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ برائے مہربانی کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ ان کی جان اس مشکل سے چھوٹ جائے۔ (ام محمد حسن معاویہ۔ اسلام آباد)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بی بی ام محمد حسن ابی بی آپ کے شوہر حافظ اور عالم ہیں، اور ان کے بھائی امام مسجد ہیں۔ ان کے پاس تو قرآن مجید جیسا قیمتی اور عظیم خزانہ ہے۔ ان کو کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کی ضرور مدد فرمائے گا۔ جہاں حق ہو وہاں سے باطل بھاگ جاتا ہے۔ ان سے کہیں کہ پابندی سے مندرجہ ذیل کلام الٰہی کو پڑھیں، اپنے اوپر دم کریں، اس کا پانی پئیں، اللہ تعالیٰ جادو ٹونے کو ریت کے ذروں کی طرح بکھیر کے رکھ دے گا۔

1: صبح، دوپہر، شام منزل پڑھیں (پابندی کرنا ضروری ہے)۔

2: مغرب کی نماز کے بعد اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف اکیس مرتبہ سورۃ طٰہٰ کی آیات نمبر 69 اور 70 پڑھیں۔

ریحانہ تبسم فاضلی

3: صبح و شام ان آیات کو سات، سات مرتبہ پڑھیں۔

(i) وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی.

(ii) اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا.

4: سورہ المومنون کی آخری تین آیات تین مرتبہ اول و آخر درود شریف چار مرتبہ صبح و شام پڑھیں۔

اس عمل میں ناغہ نہ کریں، چالیس دن کے بعد صورت حال بتائیں، اللہ آپ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

❖ محترمہ باجی! کافی عرصہ قبل بھی ایک خط بھیجا تھا لیکن اب تک آپ کے جواب سے محروم ہوں۔ میرا مسئلہ بولنے کا ہے۔ میں ٹھیک طریقے سے بول نہیں سکتا۔ اس لیے کہ زبان اور لب ولہجہ چلتا ہی نہیں ہے۔ دانتوں کی بتیسی کے درمیان ایک جگہ پھنس کر رہ گیا ہے۔ اس الجھن کو کیسے سلجھاؤں؟ میرے بس میں نہیں ہے؟ زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔ اکثر غش کھا کر گر پڑتا ہوں۔ ایسا وقت ہی نہ آجائے کہ کبھی گروں اور پھر واپس نہ اٹھ سکوں۔ خصوصی کرم نوازی فرمائیں، احسان ہوگا۔ (غلام قادر۔ خانیوال)

محترم غلام قادر صاحب!

مجھے آپ کا یہ پہلا خط ملا ہے۔ لیکن مجھے آپ کی کافی باتیں سمجھ نہیں آئیں۔ جیسا کہ آپ نے لکھا کہ آپ کا لب ولہجہ دانتوں کی بتیسی میں پھنس کر رہ گیا ہے! پھر مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر نہ بولنے کا بے ہوشی سے کیا تعلق ہے؟ بہرحال یہی کہوں گی کہ ایمان والا کتنا بھی بیمار ہو، اسے زندگی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ گونگے بہرے بھی اپنی بات اپنے گھر والوں کو، اپنے اساتذہ کو اور اپنے کلاس کے طلبہ کو سمجھا دیتے ہیں۔ یہاں تک کے نابینا حضرات پڑھتے بھی ہیں، پڑھاتے بھی ہیں، اور وہ ایک اچھی ازدواجی زندگی بھی گزارتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے مایوسی کو بالکل سر سے جھٹک دیجیے اور اللہ تعالیٰ کا ہر دم شکر ادا کیا کیجیے۔ تندرست آدمی کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کی موت کس وقت آئے گی؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی شفقت ومحبت کرنے والا نہیں۔ نماز کی پابندی کریں۔ سورۃ الرحمٰن صبح و شام توجہ سے سنیں (کیسٹ کے ذریعہ)، اور قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ جب مایوسی کی کیفیت پیدا ہو تو کثرت سے یااللہ یاسلام کا ورد کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور آپ کو حوصلہ عطا فرمائے آمین۔

شوگر کا علاج کیسے ممکن ہے؟
دی کلر شوگر کورس
کورس 1 ماہ 2000 روپے
آنکھوں کا دھندلا پن 3 سے 7 دن میں ختم
آئی پلس کیپسول
skype 03335203553
DEVAPAK
03457000088

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

آٹا چینی ادھار لینا:

سوال: ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ کسی کے گھر آٹا ختم ہوجائے تو ہمسائے سے ایک متعین برتن بھر کر ادھار لے لیتے ہیں۔ اسی طرح چینی کی ضرورت پڑی تو کپ دو کپ بھر کر ادھار لے لیے۔ چاول دو گلاس بھر کر لے لیے۔ پھر جب گھر میں یہ چیزیں آجاتی ہیں تو متعین برتن بھر کر ہمسائے کو واپس کردیتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ کہیں سود میں تو نہیں آتا؟ (بے نام)

جواب: جو چیز مثلیات میں سے ہے، یعنی ایسی کہ قرض لے کر بعینہ ویسی چیز واپس لوٹا سکتے ہیں، جیسے ہر قسم کے غلہ جات چینی، کھجور، گوشت وغیرہ ان کا ادھار لین دین جائز ہے، لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ ادھار لیتے دیتے وقت ان اشیا کو ٹھیک طریقے سے تول لیا جائے یا ماپ کریں تو ایسے برتن میں جس کی مقدار معلوم ہو، مثلاً اس میں کلو آتا ہے یا دو کلو۔ دوسرے اگر ادھار لیتے وقت کوئی میعاد مقرر کردی مثلاً ہفتے یا عشرے بعد یہ چیز لوٹا دیں گے تو یہ میعاد مقرر کرنا لغو ہے۔ مقدار معلوم نہ ہو مگر برتن متعین ہو، جس برتن سے لیا تھا اسی برتن سے اتنا ہی بھر کے واپس کریں تو بھی جائز ہے۔ قرض خواہ جب چاہے اپنا قرض مانگ سکتا ہے، چاہے مہلت منظور کرچکا ہو (کہ دس دن بعد لوں گا)، قرض دار کے لیے لیت ولعل جائز نہیں۔

گیارہ سالہ لڑکی کے لیے شرعی پردہ ضروری ہے:

سوال: میری بچی کی عمر گیارہ برس ہے۔ باہر تو وہ برقع پہن کر نکلتی ہے، لیکن گھر میں خاندان کے نامحرم رشتہ داروں سے چہرے کا پردہ نہیں کرتی، البتہ پورا سر ڈھانک کر ان کے سامنے جاتی ہے۔ اپنی عمر سے تھوڑی سی بڑی لگتی ہے، صحت مند ہے لیکن بلوغ کو نہیں پہنچی، کیا اس پر بھی شرعی پردہ فرض ہے؟ (ام عفان)

جواب: اس بچی پر شرعی پردہ ضروری ہے اور شرعی پردہ یہی ہے کہ چہرے سمیت تمام بدن مستور رکھے اور ہر نامحرم سے مستور رکھے، خواہ باہر کا اجنبی ہو یا اپنے ہی خاندان اور برادری کا عزیز رشتہ دار۔ بلکہ عقل ونقل کی رو سے اس قسم کے رشتہ داروں سے پردہ کی زیادہ تاکید اور اہمیت ہے، جن سے پردہ فرض ہونے کے باوجود پردہ کی ضرورت نہیں محسوس کی جاتی اور بے محابا گھروں میں ان کی آمد ورفت جاری رہتی ہے۔ سیدی ومرشدی حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ طویل تحقیق کے بعد فرماتے ہیں:

"مذکورہ بالا روایات حدیث وفقہ سے یہ امر محقق ہوگیا کہ نو سال کی لڑکی اور دس سال کا لڑکا احکام حجاب کے مکلف ہیں۔ اگر وہ خود کوتاہی کریں تو ان کے اولیاء پر فرض ہے کہ وہ ان سے ان احکام پر عمل کروائیں۔ نشوونما اور ماحول کے پیش نظر لڑکے اور لڑکی کے لیے پردے کی عمر مذکور میں کچھ کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ (احسن الفتاوٰی 38/8)

اس سے معلوم ہوا کہ عمر سے بڑی نظر آنے والی صحت مند بچی پر نو سال سے بھی پہلے پردہ ضروری ہے۔ آپ فوری طور پر بچی کو شرعی پردہ شروع کرادیجیے اور سختی سے اس کی پابندی کیجیے۔ اب تک جو کوتاہی ہوئی، اس پر استغفار کیجیے۔

حاملہ سے نکاح:

سوال: جو لڑکی ناجائز حمل سے حاملہ ہو، کیا اس کا نکاح کسی شخص سے جائز ہے؟ (عشرت جہاں۔ لاہور)

جواب: اگر یہ زنا کا حمل ہے تو حاملہ کا نکاح جائز ہے۔ خواہ اسی شخص سے کیا جائے جس کا حمل ہے یا کسی دوسرے شخص سے، البتہ جس کا حمل ہے اس سے ہم بستری بھی جائز ہے۔ دوسرے شخص سے صرف نکاح جائز ہے، ہم بستری جائز نہیں۔ وضع حمل تک انتظار ضروری ہے۔ **وصح نکاح (حبلی من زنی لا) حبلی (من غیرہ)...... وان حرم وطؤھا ودواعیہ (حتی تضع)...... لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (قولہ والولد لہ) ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشھر مختارات النوازل (رد المحتار 3-49)**

اگر خاوند بیوی کی ضروریات پوری نہ کرے:

سوال: ایک شخص بیوی کو بنیادی ضروریات مثلاً کپڑا، جوتا، دوا دارو مہیا کرنے سے قاصر ہے۔ کیا بیوی کے لیے جائز ہے کہ اپنے طور پر محنت کرکے اپنی ضروریات کا انتظام کرے۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ عورت کمائی کرے تو خاوند کی کمائی میں برکت نہیں رہتی۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟ (عشرت جہاں۔ لاہور)

جواب: بیوی کی بنیادی ضروریات پوری کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ بیوی کی ذمہ داری گھر داری اور شوہر اور بچوں کی خدمت ہے۔ لیکن خاوند اگر بیوی کی ضروریات پوری کرنے سے عاجز ہے یا پوری نہیں کرتا تو ایسی مجبوری میں بیوی کے لیے جائز ہے کہ کوئی ذریعۂ معاش اختیار کرکے، اپنی ضروریات پوری کرے، لیکن حتی الامکان اس کے لیے ایسا کام اختیار کرے، جسے گھر بیٹھے انجام دینا ممکن ہو، جیسے سلائی کڑھائی، ٹیوشن پڑھانا وغیرہ۔ اگر گھر سے نکلنا ناگزیر ہو تو پردے کا پورا اہتمام کرے۔ یہ بات غلط طور پر مشہور ہے کہ عورت کے کمانے سے خاوند کی کمائی میں برکت نہیں رہتی۔

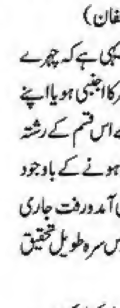

سیرت النبی ﷺ

کے موضوع پر ایم آئی ایس فاؤنڈیشن کی دو منفرد کتابیں

1 سیرت گوہنز

2 سیرت النبی ﷺ قدم بقدم (دو جلدیں)

(رعایتی قیمت پر حاصل کریں)

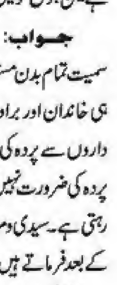

MIS Foundation

کل قیمت 1060 روپے

رعایتی قیمت 650 روپے

ملتان 0300-7301239 | فیصل آباد 0321-7693142
راولپنڈی 0321-5123698 | ساہیوال 0321-6950003
پشاور 0314-9696344 | 0321-8045069
بہاولپور 0333-6367755 | رحیم یار خان 0321-2647131
اٹک 0302-5475447 | 0301-8145854
لاہور 0321-4538727 | سرگودھا 0321-6018171

523 C Adamjee Nagar, Old Dohraji, Karachi, Pakistan
Ph: +92-21-34931044 , 34944448 , Cell: +92-321-2220104

افلاس

''عائشہ...... عائشہ...... کیا ہوا؟'' عائشہ کو چکراتا ہوا دیکھ کر ارمان بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

عائشہ نے پاس رکھی کرسی کو تھام لیا۔ اچانک ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا مگر پاس رکھی کرسی اس کا وزن نہ سہار سکی اور وہ کرسی سمیت ہی زمین پر گرگئی۔

''امی...... امی!'' ارمان کی آواز پر امی اور بہنیں تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئیں۔

''ارے کیا ہوا اس کو؟'' امی کی آواز میں لرزش تھی۔

''پا...... پتا نہیں۔'' ارمان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

''پانی ڈالو شاید بے ہوش ہوگئی ہے۔'' ستارہ بھاگ کر پانی لے آئی اور پانی کے قطرے اپنی بھابھی عائشہ کے منہ پر ڈالنے لگی۔

کچھ دیر کے بعد عائشہ کچھ کچھ ہوش میں آگئی، اس کو آرام سے بستر پر لٹادیا گیا۔ عائشہ جیسے ہی آنکھیں کھولتی، اس کو سارا گھر چکراتا ہوا نظر آتا۔ اللہ جانے کیا ہوگیا تھا۔ کمزوری اور نقاہت کے بعد فوراً ہی تیز بخار نے اسے آلیا۔ شدید گرمی میں اسے تھرتھری لگ رہی تھی، مگر ابھی تک اسے ڈاکٹر کے پاس نہ لے جایا گیا اور نہ ہی ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ وہ مکمل سسرال والوں کے رحم وکرم پر تھی۔ گھر میں رکھی بخار کی گولیاں اسے کھلادی گئیں۔ کمزوری دور کرنے کے لیے پھلوں کے جوس زبردستی پلائے گئے، مگر اس کا دل کسی چیز کو نہ چاہ رہا تھا۔ اتنی گھریلو دیکھ بھال کے بعد اس کی طبیعت میں کچھ بہتری آگئی تھی۔ اب وہ چلنے پھرنے کے قابل تھی مگر ہلکا بخار اور طبیعت کا بوجھل پن اب بھی برقرار تھا۔

''ارمان دفتر سے آکر آج مجھے کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جائیے گا، نجانے کیوں طبیعت سنبھل کر ہی نہیں دے رہی، یہ روز روز کا بخار اچھا نہیں ہے، میرا کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ نجانے بچوں کو بھی کیسے تیار کر کے اسکول بھیجتی ہوں، میں خود کو بہت تھکا تھکا محسوس کرنے لگی ہوں۔'' دفتر جانے کی تیاری کرتے ارمان کو دیکھ کر عائشہ نے اس کی توجہ اپنی طرف دلائی۔

''او...... ہو۔'' ارمان نے کچھ یاد کرتے ہوئے سنگھار میز کی دراز کھولی اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگا۔

''یہ لو۔'' ایک پیکٹ دراز سے نکال کر اس نے عائشہ کی طرف بڑھایا۔

''یہ کیا ہے؟'' وہ پیکٹ ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی۔

''اگر بتیاں ہیں پڑھی ہوئی، ان کو آج سے کمرے میں لگانا شروع کردو۔''

''مگر ارمان آپ کو تو پتا ہے تیز خوشبو سے تو میری طبیعت مزید خراب ہوجاتی ہے، تیز خوشبو سے مجھے الرجی ہے۔''

''بھئی اب الرجی ہو یا کچھ بھی ہو، علاج کروانا تو ضروری ہے نا۔''

''علاج......'' عائشہ نے کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے دیکھا۔

''ہاں ہمارے خاندانی جو عامل بابا ہیں، انہوں نے یہ تجویز کیا ہے تمہارے لیے، کچھ پانی وغیرہ بھی دیا ہے وہ امی کے پاس سے لے لینا۔''

اہلیہ راشد اقبال

''مگر عامل بابا...... انہوں نے بغیر دیکھے ایسا انوکھا علاج تجویز کردیا!'' احتجاج اس کے لہجے میں اتر آیا۔

''دیکھو مجھے دفتر کے لیے دیر ہورہی ہے، تم تفصیلات امی اور ستارہ سے پوچھ لینا۔'' ارمان نے اپنی ضروری چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا اور باہر جانے لگا۔

''مگر ارمان سنیے تو......'' عائشہ اسے آوازیں دیتی رہ گئی اور وہ سنی ان سنی کر کے باہر چلا گیا۔

وہ نجانے کتنی دیر یونہی لیٹی رہی۔ عجیب عجیب خیالات اس کے دل کو گھیرے ہوئے تھے۔ طبیعت کی بے چینی اسے بستر پکڑنے پر مجبور کررہی تھی مگر پھر بھی سسرال میں ایسا آرام کب تک؟ اس نے پاس پڑا اگر بتیوں کا پیکٹ کونے میں ڈال دیا اور بے زاری سے قدم اٹھاتی باہر آگئی۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی ساس کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

''اے دلہن کچھ طبیعت سنبھلی کہ نہیں؟'' عائشہ بنا کچھ بولے ہی ان کی طرف دیکھنے لگی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو دلہن؟ آؤ ادھر بیٹھو۔'' انہوں نے تخت پر اسے اپنے پاس جگہ دی۔

''کیسا زرد چہرہ ہوگیا ہے تمہارا، دو دن کی بیماری نے ادھ موا کردیا، دیکھو بیٹا حاسدین ہر جگہ ہی موجود ہوتے ہیں، آج کل خوش ہونے والے کم ہیں اور جلنے والے بہت، اللہ نے تمہیں کیا کچھ نہیں دیا، اچھا شوہر، اچھا سسرال، خوب صورت بچے، بس کسی کی نظروں میں آگئی ہو تم، کسی حاسد نے بڑا کالا سفلی عمل کروایا ہے اور کچھ دوسری مخلوقات کا تم پر اثر بھی معلوم ہوتا ہے، وگرنہ ایسے جواں جہاں چکرا چکرا کر گرتے لگے تو بس ہوگیا کام۔''

عائشہ یہ بے تکی باتیں سن کر ان کی طرف حیرت سے دیکھنے لگی۔ وہ اس کی حیرت کو بھانپتے ہوئے بولیں۔

''دیکھو بیٹا! تم اس گھر کی بہو ہو، تمہارا علاج کروانا ہماری ذمہ داری ہے، تم فکر نہ کرو ہم جس عامل بابا کو جانتے ہیں وہ اس جادو کا توڑ بہت زبردست طریقے سے کرتے ہیں، مگر دیکھو ان سب باتوں کو خفیہ رکھنا، وگرنہ عمل میں فرق پڑتا ہے۔''

''لیکن امی مجھے تو کچھ ایسا محسوس نہیں ہوتا، میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

''ارے وہ عامل بابا بہت پہنچے ہوئے ہیں، تم چند دنوں ہی میں دیکھنا بھلی چنگی ہوجاؤ گی۔ تمہیں ان کے پاس جانا بھی نہیں پڑے گا، ہمارے کہنے سے وہ گھر پر ہی تمہارا علاج کردیں گے۔ ان کی نظر ہی کافی ہوگی تمہاری بیماری بھگانے کے لیے۔''

عائشہ کا دل چاہا کہ ان کی عقل پر ماتم کرے۔ عائشہ کی ساس اس کی بے زاری کو نظر انداز کرتے ہوئے نجانے کن کن تعویذات کے بارے میں اسے بتانے لگیں۔ الو کا تعویذ اور نہ جانے کیا کیا؟ اسے کراہت محسوس ہونے لگی۔ اس نے تو پڑھا تھا کہ سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کا علاج ہے۔ اور یہاں جعلی عامل نہ جانے کیسے گندے عملیات کی دکان کھولے بیٹھے تھے اور مسلمان ان کے چنگل میں پھنس کر مال اور عزت ہی نہیں بلکہ ایمان کی بے بہا دولت بھی بخوشی لٹائے دے رہے تھے۔ اس دن وہ قرآن کھول کر بیٹھی تو اس کے دل کو بہت سکون حاصل ہوا۔

''عائشہ...... اے عائشہ...... کیا ہوا؟ اتنے دن سے کوئی رابطہ نہیں ہے، تم خیریت سے تو ہونا!'' فون پر دوسری طرف اس کی بہن شازیہ تھی۔

''شازیہ! پندرہ دن ہونے کو آئے میرا بخار اتر کر نہیں دے رہا، بہت کمزوری محسوس کررہی ہوں میں۔''

''تو دوا نہیں لے رہی ہو کیا؟'' اس کی آواز سن کر دوسری طرف شازیہ کو تشویش ہوئی۔

''نہیں...... بس۔'' عائشہ نے تھکے ہارے لہجے میں کہا۔

''مگر کیوں؟'' شازیہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''پتا نہیں، ان سب کو کیا ہوگیا ہے، الٹے سیدھے علاج کروا رہے ہیں، میرے گھر سے نکلنے پر بھی پابندی لگادی ہے، مبادا کوئی اور عمل نہ کروادیا جائے۔''

''مطلب...... میں سمجھی نہیں؟'' عائشہ نے مختصر الفاظ میں اپنی بہن شازیہ کو سسرال والوں کی ذہنی

جوائنٹ فیملی سسٹم

حفصہ فیضی - جڑانوالہ

’’بھابھی یہ سوٹ دیکھیں، کیسا ہے......؟‘‘ مناہل نے اپنی جیٹھانی کو سوٹ دکھاتے ہوئے فخر سے کہا۔

’’ہاں اچھا ہے......‘‘ جیٹھانی نے بے دلی سے جواب دیا لیکن جیٹھانی کو سوٹ دیکھ کر جو آگ لگی تھی، وہ مناہل نے بخوبی دیکھ لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی جیٹھانی منزہ مناہل کے چھوٹے بیٹے حماس کی ذرا سی بات پر برافروختہ ہوگئی اور اس نے حماس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ ’’تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی کہ بڑوں سے کیسے بات کرتے ہیں؟ پر سکھائے کون ماں تو سارا دن فیشن کے چکر میں رہتی ہے......‘‘

مناہل سمجھ گئی کہ موصوفہ کو نئے سوٹ کا غصہ ہے۔ غرض J-F-S یعنی جوائنٹ فیملی سسٹم میں ایسے واقعات کے ذریعے دل کی بھڑاس (ساڑ) نکلتی رہتی ہے جو کہ علیحدہ علیحدہ رہنے سے نکلنا مشکل ہے۔

اگر پورشن ہی الگ کرنے ہیں یا ایک ہی محلے میں پاس پاس رہنا ہے تو مونگ تو سینے پر پھر بھی دلی جائے گی کیوں کہ جاسوسی تو ہماری رگ رگ میں بھری ہوئی ہے۔ خبریں تو ملیں گی، جیٹھانی دیورانی بھابھی کا تیار ہو کر سیر شاپنگ کے لیے جانا تو دیکھنے کو ملے گا، اس لیے کڑھنا جلنا تو ہوتا ہی رہے گا، بقول شخصے ہماری آدھی زندگی اس فکر میں گزرتی ہے کہ ہمسائے کیا کرتے ہیں اور باقی آدھی زندگی اس غم میں گزرتی ہے کہ کیوں کرتے ہیں۔ اب بیگم صاحبہ بیاہ کر آئے اور آتے ہی ہمارے بھیا کو لے کر علیحدہ ہو جائے، یہ تو زنانہ غیرت کے خلاف ہے جب تک جوتیوں میں دال نہ بٹے، ایک دوسرے پر ڈرون حملے نہ ہوں، ایک دوسرے کو چڑانے کے لیے بہاری بوٹی اور لچھے دار پراٹھے نہ کھائے جائیں تو اسٹار پلس دیکھنے کا کیا فائدہ؟ زندگی کا خاک مزہ ہے۔ ادھر نند نے ظلم کیا، ادھر موبائل پر شوہر کو اطلاع دی اور شوہر صاحب کا دفتر ہی میں بپھرنا، ادھر ساس نے ظلم کیا، ادھر اماں کا ریسکیو آپریشن کرتے ہوئے عامل سے نسخہ لے کر پہنچنا، یوں سب پیروں عاملوں کی روٹی روزی چلنا اور یوں گلشن کا کاروبار چلنا، یہ سب بہاریں J-F-S کے دم سے ہی قائم ہیں۔ ایسے ماحول میں پلے ہوئے بچے خوب آگے جا کر سازشوں کی کاٹ و پلٹ کرتے ہیں اور یوں ملک کو کامیاب سیاست دان مل جاتے ہیں۔

J-F-S میں پل کر ہم جواں ہوئے ہیں
آسان نہیں ہمیں سازشوں میں ہرانا

خود غور کریں، شدید نفرت و بغض کے باوجود زرداری صاحب کو کیسے میاں صاحب نے رخصت کیا ہے تو یہ سب J-F-S کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ جوائنٹ فیملی سسٹم میں بھی یہی ہوتا ہے، دل میں نفرت اور منہ پے بہن......

یہ دور مقابلے کا ہے۔ اس لیے شرپسندوں سے بھاگنا نہیں بلکہ حکومت کی طرح ان سے آہنی ہاتھ سے نمٹیں۔ لہٰذا ہماری ناخالص عقل کے مطابق جوائنٹ فیملی سسٹم ملکی تعلیم و ترقی کے لیے ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ تو حکومتی نعرہ ہے، پڑھا لکھا پنجاب پڑھا لکھا پاکستان اور تعلیم سب کا حق......رہا پردے کا مسئلہ تو سابقہ ڈکٹیٹر کہہ تو گیا ہے کہ پردہ تو آنکھ کا ہوتا ہے!!

پسماندگی سے آگاہ کیا۔ شازیہ سر تھام کر رہ گئی۔

’’میں آؤں گی اور کسی بھی بہانے سے تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گی، تم فکر نہ کرنا، اللہ بہتر کرے گا۔‘‘ اپنے دل کا حال سنا کر عائشہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔ نجانے یہ عامل اس کے سسرال والوں کو کہاں ٹکرایا تھا کہ وہ ہر معاملے میں اس کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ اس عامل نے نجانے کیا شعبدے بازی دکھائی تھی کہ عامل صاحب کا کہا اس گھر میں حرف آخر سمجھا جاتا تھا اور وہ کسی کی تنقید نہ سنتے تھے۔ عائشہ نے معصوم بچوں کی طرف ارمان کی توجہ دلائی مگر وہ بے حسی کی چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔

’’دیکھو تم پر کچھ جنوں کا بھی سایہ ہو گیا ہے، تم بچوں سے ذرا دور رہا کرو۔‘‘ اس کی ممتا بچوں کو سینے سے لگانے کو ترسنے لگی۔ غیر شعوری طور پر بچوں کو اس سے دور کیا جانے لگا۔ اس کو ایک کمرے کی حد تک محدود کر دیا گیا۔ ایک مکروہ چہرے والا عامل مختلف عملیات کرنے کے لیے اس کے کمرے میں بھیج دیا جاتا۔ وہ اپنے جنتر منتر پڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیتا تو وہ چیخ پڑتی۔ کم عقل سسرال والے سمجھتے کہ جن اور جادو اتر رہا ہے۔ اب عائشہ کو اپنی صحت کے ساتھ ساتھ عزت کی فکر بھی لگ گئی تھی۔ وہ تو اب اپنی صحت سے زیادہ اپنی عزت کے لیے دعائیں کرنے لگی تھی اور اللہ نے اس کی عزت محفوظ بھی رکھی کہ اس کے بعد عامل نے آنا بند کر دیا۔ دن بدن عائشہ کی طبیعت خراب ہوتی گئی۔ عامل بابا نے سب سے ملنے کو منع کیا ہوا تھا۔ ماں باپ اس بے چاری کے تھے نہیں، بس ایک بہن تھی۔ شازیہ نے کئی چکر لگائے کسی طرح وہ اسے اپنے ساتھ کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جائے مگر اس کا شوہر ارمان اور سسرال والے راستے کی دیوار تھے۔ عامل بابا نے چلہ پورا ہونے تک کسی بھی ڈاکٹر سے علاج کروانے کو سختی سے منع کیا ہوا تھا۔

’’شازیہ...... شازیہ میں مر جاؤں گی، مجھے یہاں سے نکالو۔ کیسے بدعقیدہ لوگوں میں، میں پھنس گئی ہوں مجھے نکالو، مجھے نکالو شازیہ۔‘‘ عائشہ کی ہچکیاں شازیہ کے سر پر ہتھوڑے بن کر لگ رہی تھیں۔ وہ اسی دن عائشہ کے گھر پہنچ گئی۔ وہ سخت بپھری ہوئی تھی۔ ارمان بھی نہیں تھا۔ اس نے لڑ جھگڑ کر کسی نہ کسی صورت عائشہ کو وہاں سے نکالا اور ہسپتال لے آئی۔ اس کی گری ہوئی حالت اور صحت دیکھ کر ڈاکٹر نے فوراً ایڈمٹ کرنے کا مشورہ دیا۔ ضروری ٹیسٹ اور الٹراساؤنڈ وغیرہ کرنے پر پتا چلا کہ اس کے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے تھے۔ اب بہت دیر ہو گئی تھی اور انفیکشن پوری طرح اندر تک پھیل چکا تھا۔

عائشہ کی بے ہوشی کی کیفیت دیکھ کر شازیہ وہیں بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی۔

ارمان کو پتا چلا تو فوراً عائشہ کو ڈسچارج کروانے آ گیا۔ مگر اب تو اس کا زندگی سے ڈسچارج ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ عائشہ کا چہرہ اب قدرے پر سکون تھا کہ وہ بدعقیدہ لوگوں کی گرفت سے باہر نکل چکی تھی۔ جو ایک طرح سے اس کے قاتل تھے۔ بلاشبہ جہالت افلاس کی بدترین شکل ہے۔ یہ لوگوں کے ذہن کی محض اختراع ہے کہ بعض اوقات وہ عام حالات میں بھی ہر آئی پریشانی کو جادو ٹونے کا اثر خیال کرتے ہیں، ان کو کام میں پیدا ہوئی رکاوٹیں نظر کی بندشیں نظر آتی ہیں۔ ہر مصیبت یا پریشانی کو اپنے گناہوں کی سزا سمجھنے کی بجائے فوراً جادو ٹونا یا نظر بندی خیال کر لیتے ہیں...... پھر ایسی ہی کہانیاں جنم لیتی ہیں!!

رسمِ وفا

11

مناجیہ جبین

"مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جس چینل پر سرچ کرلو، ایسا لگ رہا ہے کہ پاکستانی حکومت کو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی' کتنے سنسنی خیز لہجے میں بیان جاری ہورہے ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد، امریکا جیسی سپر پاور کو زیر وزبر کرنے والا، ہزاروں معصوموں کا قاتل، دہشت گرد جماعت کا سرغنہ مارا گیا۔ اور امریکا تو جیسے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" ریان کے لہجے میں تلخی رچی بسی تھی۔

"کوئی ایک بھی نہیں جو اس مردِ مومن کی موت کو شہادت قرار دے، بلکہ حکومت تو اسے امریکا کی تاریخی فتح اور عظیم کامیابی قرار دے رہی ہے۔" معیز کے لہجے میں رنج تھا۔

"ہم اسے شہید کیسے کہہ سکتے ہیں، امریکا ناراض ہوجائے گا اور ہم خود جو دس سال سے اس جنگ میں امریکا کا دستِ بازو ہیں، اسامہ ہمارے مخالف لشکر میں سے تھا، اب بتاؤ کہ ایک سپر پاور کو آنکھیں دکھانے اور اس سے پنجہ آزمائی کرنے والا کیسے غازی یا شہید کہلا سکتا ہے!!" سر رضا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے تلخ لہجے میں سچائیاں بے نقاب کی تھیں۔ سب خاموشی سے سر ہلا کر رہ گئے۔

ایک ماہ گزارنے کے بعد ابیہ واپس آئی تھی۔ اپریل کے آخری دن تھے۔ وہ زور وشور سے امل کو اسکول میں داخل کرانے کے لیے سرگرم تھی۔ اس نے بڑی دیکھ بھال کر کے امل کو ایک اچھے اسکول میں ایڈمیشن کروایا، جہاں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ چھوٹی سے امل کو جب وہ صبح پیشانی چوم کر اٹھاتی تو وہ مُندی آنکھیں لے کر فوراً بستر سے اٹھ جاتی، اس لمحے اسے امل پر بے ساختہ بہت پیار آتا، پھر امل کو تیار کرتے، اس کا لنچ باکس، پانی کی تھرماس بناتے، اسے ناشتہ کروا کر ،سکول چھوڑ کر آنے میں اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا۔ واپس آکر وہ امل کے پھیلائے ہوئے کپڑے، کھلونے سمیٹتے، گھر کی دیکھ بھال، ساس کے ساتھ ناشتہ کرکے امل کے لیے خود دوپہر کا کھانا بنانے میں سارا وقت خرچ ہوجاتا۔ یہاں تک کہ امل کے اسکول سے واپسی کا وقت آجاتا۔ وہ امل کو خود اسکول لینے جاتی تھی۔ گلابی چہرے اور بھیگی لٹوں کے ساتھ امل اسے دیکھ کر بھاگ آتی اور اس کی بانہوں میں سما جاتی۔ دوپہر کو امل کو نہلانے اور شام میں اس کا ہوم ورک، اس کے ساتھ کھیل کود اور کھانا کھلانے میں گزار دیتی۔ اس کی زندگی بس امل کے اردگرد ہی محدود ہوگئی۔ عزیز واقارب سب خواب وخیال ہوگئے۔ جب وہ کچن میں مصروف ہوتی، امل دادی کے پاس جا گھستی، جس طرح ابیہ کی اس کے اندر جان تھی، دادی بھی اسی کا وظیفہ پڑھتی تھیں۔ دونوں ہی کے لیے امل بہت اہمیت اختیار کر چکی تھی۔ اسکول میں داخلے کے بعد ابیہ کی زندگی کچھ اور مصروف ہوگئی۔ اب اس کا میل جول بڑھنے لگا۔ امل فطرتاً بے حد ذہین، شرارتی بچی تھی، خصوصاً انگریزی نقوش ومغربی لہجہ تو اسے ورثے میں ملا تھا۔ اس کی ٹیچرز اس بات پر حیرانی کا اظہار کرتیں کہ دیگر بچوں کی بہ نسبت امل کی انگریزی لب ولہجہ بہت زیادہ فطری تھا اور بہت جلد انگریزی ریمز یاد کرلیتی۔ اکثر لوگ اس حوالے سے حیرت کا اظہار کرتے تو ابیہ ہنس کر خاموش ہوجاتی، کیا بتاتی کہ امل اس کی بیٹی ہی نہیں، یہ اوصاف تو وہ اپنی حقیقی ماں کی کوکھ سے اپنے ساتھ لائی ہے۔

اس دن ابیہ آسیہ سے مل کر آئی تو کتنی دیر تک وہ اسے ہی سوچتی رہی۔ کتنے مخلص، انجان اور مہربان لوگ تھے۔ اللہ پاک نے اس کی بیٹی کی بروقت جان بچانے کا انہی کو سبب بنایا تھا۔ کراچی آکر گوکہ وہ وقتی طور پر بھول گئی تھی مگر آج اسے آسیہ کے یوں اپنائیت سے ملنے پر بہت خوشی ہوئی۔ آسیہ نے بتایا تھا کہ اس کی بیٹی امل سے کچھ ہی بڑی ہے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا کہ وہ آسیہ سے رابطہ رکھے گی۔ اس کی امل اب جیسے جیسے بڑی ہورہی ہے، اسے بہترین دوست کی ضرورت ہوگی اور ایسے مخلص لوگ اب دنیا میں کہاں ملتے ہیں۔ اس نے امل کے برابر لیٹتے ہوئے بہت کچھ اس کے مستقبل کے حوالے سے سوچا اور یہی سوچ اسے کشاں کشاں ایک دن آسیہ کے گھر لے گئی، جہاں رابعہ نے پرتپاک طریقے سے امل اور ابیہ کا استقبال کیا۔ رابعہ بہت چہکتی مہکتی بچی تھی، شوخی اور زندگی سے بھرپور، شرارتی تو خیر امل بھی تھی مگر رابعہ کی شخصیت میں اعتماد کی الوہی چمک تھی۔ ابیہ کو اپنی امل کے لیے رابعہ بے حد پسند آئی تھی۔ اس نے واپس گھر آکر اپنے فیصلے کو سراہا تھا۔

☆

اتوار کے دن شام میں ریان معیز کے گھر گیا تو معیز کو کچن میں پایا۔

"واؤ تو آج کل شوہر نامدار کے ستاروں پر زوال آیا ہوا ہے، معیز صاحب انڈر ٹریننگ ہیں۔" اس نے معنی خیز انداز میں سیٹی بجائی

"کون سی ٹریننگ؟" معیز نے کھولتے پانی میں پتی ڈال کر کڑے تیور سے گھورا۔

"یہ بتا کتنے دن کی سزا ملی ہے بھابھی سے کچن سنبھالنے کی۔" ریان نے چھیڑا۔

"بیگم ہماری آج کل ذرا مصروف رہنے لگی ہیں مہمانداری میں، تو ہم مسکین

شفائے نظر
عینک سے چھٹکارا
یہ مرکب ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے
خالص ترین غذائی اجزاء پر مشتمل ہمارا یہ کورس نظر کو تیز کرتا ہے
دماغ کو طاقتور بناتا ہے
جسمانی واعصابی کمزوری ختم کرتا ہے
بچوں کی نشوونما کر کے قد میں بھی اضافہ کرتا ہے
اس کا آٹھ ہفتوں کا مسلسل استعمال عینک کا ڈیڑھ تا دو نمبر کم کرتا ہے
جنہیں ابھی عینک نہیں لگی وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں
فری ہوم ڈیلوری کے لیے ملک بھر سے ابھی فون کریں اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کریں
ہشام الیڈرز کلینک
مین چوہان روڈ کرشن نگر اسلام پورہ لاہور
فون 042-37157775
0321-8482317

چائے پی کر ہی اپنا غم غلط کر سکتے ہیں۔" معیز نے پیالی میں دودھ اور پھر چائے ڈالی اور جھوٹے برتن ڈال کر وہ سنک پر برتن رکھنے مڑا تو ریان نے چائے کی پیالی اٹھالی اور منہ سے لگا بھی لی۔ جتنی دیر میں معیز آیا، وہ ایک گھونٹ بھر چکا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟" معیز نے اس کے شانے پر مکا مارا۔

"حرکت میں برکت ہے پیارے۔" ریان مزے سے بولا۔

"چائے میں نے اپنے لیے بنائی تھی۔" معیز نے غصہ دکھایا۔

"میں اور تُو الگ الگ ہیں کیا پیارے، تیری چیز میری چیز، میری چیز تیری چیز۔" ریان کپ لے کر باہر نکل آیا۔ وہ دونوں لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔

"آج ہماری رابعہ گڑیا کہاں ہے؟" اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔

"ہونا کہاں ہے، ہوگی اپنی ماں کے ساتھ۔" اس نے فریج سے سینڈوچز کی پلیٹ نکالی اور بیٹھنے لگا تو ریان نے سینڈوچز کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ معیز نے دور ہوتے ہوئے ریان کے ہاتھ میں پاپوں کا پیکٹ تھما دیا۔

"ایں یہ کیا ہے؟"

"اسے کہتے ہیں انٹرنیشنل ناشتہ، چائے و د پاپے، پاکستان کی 95 فیصد آبادی صبح یہی ناشتہ کر کے نہ صرف خود کو طاقت بہم پہنچاتی ہے بلکہ تعمیر پاکستان میں اپنا کردار ادا کرتی ہے، تاریخی ریکارڈ ہے کہ پاکستان میں پاپوں سے زیادہ کوئی چیز بیسٹ سیلر نہیں ہے۔ کیا امیر کیا غریب، کیا جاہل کیا عالم، سب ہی اس سے فیض یاب ہوتے ہیں، ہر شخص کی پہنچ میں اور ہر جگہ بسہولت دستیاب......" معیز نے تفصیل سے پاپوں کی خصوصیات پر روشنی ڈالی اور ساتھ ہی سینڈوچز پر ہاتھ صاف کرتا رہا۔

اتنے میں ڈرائنگ روم سے رابعہ بھاگتی ہوئی آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک اور بچی کا ہاتھ تھا۔ ریان اسے دیکھ کر بری طرح چونکا تھا۔ وہ بلاشبہ اِل تھی۔ وہ اسے کیسے بھول سکتا تھا، وہی نیلی چمکدار آنکھیں، گلابی لب اور چہرے پر جلا ہوا نشان۔

"معیز یہ......؟" ریان نے حیرت سے معیز کو دیکھا۔ اسی دوران رابعہ اِل کو لے کر قریب آ گئی تھی۔

"بابا یہ دیکھیں، میری دوست اِل!" رابعہ چہک کر بولی تھی۔ اِل کی آنکھوں میں اجنبی اجنبی خوف ہلکورے لے رہا تھا، وہ کنفیوژ ہو رہی تھی۔ معیز نے بہت پیار سے اِل کا ہاتھ تھام کر اسے قریب کیا اور اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگا۔ اِل یا تو خاموشی سے سر اثبات میں ہلا دیتی یا نفی میں۔

"بابا پتا ہے اِل کے بابا ہیں ہی نہیں۔" رابعہ مسلسل بول رہی تھی۔

"رابعہ آپ نے چاچو کو سلام کیا؟" معیز نے بڑی حکمت سے رابعہ کا رُخ ریان کی طرف پھیرا اور اِل کو گود میں اٹھالیا۔ ایک تو اجنبی جگہ پھر نامانوس چہرے، اِل گھبرانے لگی تھی۔ ادھر رابعہ ریان سے یوں بھی بے تکلف تھی، جھٹ اس کے پاس پہنچ گئی اور بڑے جوش سے اِل کے بارے میں بتانے لگی۔ ریان کی آدھی الجھن رابعہ نے سلجھادی کہ اندر اِل کی ماما بھی موجود ہیں۔ اتنے میں معیز اِل کو گود میں اٹھائے اٹھائے اس کے لیے ریفریجریٹر سے چاکلیٹ اور کینڈیز لے آیا۔ رابعہ نے اِل کو ریان سے بھی ملوا دیا۔

"ان کو سلام کرو، میرے چاچو ہیں یہ!" رابعہ نے رعب جمایا۔ اِل خاموش رہی تو ریان نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پہلے ہاتھ اور پھر اس کا ماتھا بہت شفقت سے چوم لیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں اچھلتی کودتی واپس چلی گئیں تو ریان نے سوالیہ نظروں سے معیز کو دیکھا، جس پر معیز اسے پندرہ دن پہلے شاپنگ کا قصہ سنانے لگا۔

(جاری ہے)

لاہور 0321-4538727 ملتان 0300-7301239 راولپنڈی 0321-5123698 کوئٹہ 0333-7900840 سکھر 0321-5628333 میرپور خاص 0333-2953808 رحیم یار خان 0321-2647131
حیدرآباد 0300-9371712 جھنگ 0477-650265 پشاور 0314-9696344 مانسہرہ 0321-5882313 ٹنڈو الہ یار 0300-3242290 صادق آباد 0333-7417605 بہاولپور 0333-6367755
ساہیوال 0321-6950003
فیصل آباد 0321-7693142
سیالکوٹ 0345-6778683
ایم آئی ایس فاؤنڈیشن بلاک سی، آدم جی نگر، نزد پرانا دھوراجی کراچی۔ پوسٹ کوڈ: 75350
فون: 021-34944448, 0321-2220104 ویب سائٹ: www.mis4kids.com
آن لائن بینکنگ

تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

کئی سال پیچھے چلتے ہیں......

ایک ننھی بچی کھیلتے کھیلتے گر گئی تھی۔ کلائی میں پہنی کانچ کی چوڑی جو ٹوٹی تو کانچ جلد کے اندر تک گھس گیا۔ بھل بھل بہتا خون دیکھ کر امی جی، نانا ابو، نانی اماں سب بری طرح گھبرا گئے کیوں کہ بچی کے ابوجی کے آنے کا وقت ہوا چاہتا تھا...... امی جی کو معلوم تھا کہ ابوجی یہ چوٹ برداشت نہیں کرسکیں گے۔ فٹافٹ کانچ نکال کر پٹی کی گئی اور آستین میں چھپادی گئی۔ بچی کو سمجھادیا گیا کہ ابوجی کو کچھ نہیں بتانا۔ ابوجی نے اندر داخل ہوتے ہی معمول کے مطابق اسے اٹھایا اور سوجی آنکھیں دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہوگئے۔ گھر والوں سے وجہ پوچھی تو امی جی نے ڈرتے ڈرتے بچی کی آستین اوپر کردی۔

"یہ...... یہ کیسے ہوگیا؟ اور مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" ابوجی کے اوسان خطا ہوگئے۔

"آپ سفر سے تھکے ہارے لوٹے تھے، لہٰذا میں نے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔"

امی جی ڈرتے ڈرتے بولیں۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے، میں بے بی کے معاملے میں کتنا حساس ہوں، اس لیے اس کے مقابلے میں مجھے میری تھکاوٹیں یاد نہ دلایا کرو۔"

ابوجی نے ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

ساجدہ بتول۔ ملتان

اور اب...... وہ ننھی بچی بڑی بھی ہوچکی ہے اور شادی شدہ بھی۔ 30 جون 2013ء کو پیارانی کے ہاں میری اور عاصمہ رمضان کی ملاقات طے تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو عجیب بے کلی کا احساس ہوا، دل بے چین سا تھا، جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ نجانے کیوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ مجھے کیا ہورہا ہے؟ فرفر بہتے آنسوؤں کے ساتھ ناشتہ بنایا لیکن کھایا نہ گیا۔ پیارانی کے ہاں جانے کا ارادہ بھی میں نے کینسل کردیا۔ ابھی برتن دھونے لگی تھی کہ یہ جو گھر سے باہر تھے، اچانک گھر آئے اور مجھے کہا:

"امی کے ہاں چلنے کی تیاری کرو!"

"کک......

کک...... کیوں؟"

خطرے کا عجیب سا الارم میرے دماغ میں بجنے لگا تھا۔

"پریشان مت ہو، سب خیریت ہے، بس ابو تمہیں بہت یاد کر رہے ہیں، ان کی طبیعت ذرا ٹھیک نہیں۔"

ان کی اس بات سے میری تسلی نہ ہوئی۔ رات کو ہی تو ابو سے فون پہ بات ہوئی تھی۔ اس وقت ان کی آواز میں کمزوری ضرور محسوس ہوئی تھی......اور......اور مجھے لگا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کررہے تھے۔ میں امی جی اور بھابھی سے بار بار پوچھتی رہی تھی کہ ابوجی کو کیا ہوا ہے؟ لیکن وہ دونوں ٹال مٹول کرتی رہیں، شاید یہی وجہ تھی کہ مجھے ساری رات نیند بھی نہ آئی تھی۔

اور اب تین گھنٹے کا سفر مکمل کرنے کے بعد جب ہم گاڑی سے اترے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ...... کہ ...... سائبان چھن گیا ہے۔

سائبان تو سائبان ہی ہوتا ہے...... والدین تو والدین ہی ہوتے ہیں۔ ڈھلتی عمر کا تقاضا ان کو ہر ذمہ داری سے فارغ کیوں نہ کردے، ان کا سر پر سایہ ایک بہت بڑی نعمت ہوتا ہے۔ دنیا میں ماں باپ کا نعم البدل نہ کوئی ہے، نہ ہی کوئی بن سکتا ہے۔

ابوجی کو تین دفعہ ہارٹ اٹیک ہوا اور تیسرے اٹیک نے انہیں ہم سے چھین لیا۔ دو ہفتے کے اندر اندر تین دفعہ اٹیک! لیکن مجھے کچھ نہ بتایا گیا تھا، ہاں میرا دل ضرور بوجھ رہا تھا۔ مجھے پریشانی سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اب اس اتنی بڑی پریشانی کو کیسے سہاروں؟؟

گھر سے ذرا فاصلے پر روڈ کے عین اوپر ابوجی کے دوست کی دکان ہے، اب چوں کہ ملازمت سے فارغ تھے، اس لیے فراغت کے وقت میں اس دکان میں بیٹھ جاتے۔ ہم جب ان کے ہاں پہنچتے تو روڈ سے اترتے ہی سامنے دکان پہ نظر دوڑاتے، جہاں ابوجی ہمارے ہی انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی بینچ سے اٹھتے اور ہمارے ساتھ ہی گھر کی جانب روانہ ہوجاتے۔ گھر پہنچ کر سر پر دست شفقت رکھتے۔ پھر کولڈ ڈرنکس وغیرہ لینے کے لیے دوبارہ باہر چلے جاتے۔

لیکن آج...... آج جب ہم روڈ سے اترے، سامنے دکان پہ نظر ڈالی، مگر وہ بینچ تو خالی تھا۔ کوئی نہیں تھا جو لاڈلی اور ضدی بیٹی کے انتظار میں نگاہیں جمائے بیٹھا ہو۔ کسی نے میرے ساتھ گھر کی جانب قدم نہ بڑھائے، گھر پہنچی تو کسی نے سر پہ ہاتھ نہیں دھرا...... ہاں لیکن ذرا فاصلے پر ابوجی کا بے جان جسم ضرور موجود تھا اور سسکتی تڑپتی ماں بھی۔ پھر درد تو درد ہی ہوتا ہے، دکھ تو دکھ ہی ہوتا ہے اور اپنا دکھ انسان جتنا خود سمجھ سکتا ہے، اور کوئی بھی سمجھ نہیں پاتا۔ ساری دنیا مل کر حوصلہ دے، ہمت بندھائے، سہارا بنے، شفقت دے تو بھی

محبت الٰہیہ کتب کا پیکیج

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

محبتِ الٰہیہ

صفحات 374

2 عورت کے بندے
3 فتنہ انکار حدیث
4 بدعات مروجہ
5 نماز میں مردوں کی غفلتیں
6 نفس کے بندے
7 نماز میں خواتین کی غفلتیں
8 اسلام میں ڈاڑھی کا مقام
9 مرض و موت
10 اصلاح خلق کا الٰہی نظام

اصل قیمت
750/=
رعایتی قیمت
450/=

منی آرڈر روانہ فرمائیں ڈاک خرچ مفت

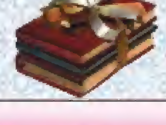

کتاب گھر

ناظم آباد نمبر 4، کراچی 75600

فون: 021-36688747,36688239

ایکسٹینشن: 211 موبائل: 0305-2542686

چمن خیال

انتخاب: صبا مجتبیٰ۔ کراچی

مؤذن، مرحبا بروقت بولا
تری آواز کے اور مدینے

ذوق

☆

میں نے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا
دور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو

وحیدالدین وحید

☆

پیری میں ولولے وہ کہاں شباب کے
اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

خوش وقت علی خورشید

☆

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

نادر لکھنوی

☆

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

میر حسن تسکین

☆

کسی کی اک طرح سے بسر نہ ہوئی انیس
عروج مہر بھی دیکھا تو دو پہر دیکھا

میر انیس

☆

پھر وہی کنج قفس ہے، وہی صیاد کا گھر
چار دن اور ہوا باغ کی کھا لے بلبل

سید محمد خان رند

☆

سرِ مژگاں، باوقت نالہ، آنسو کو ترستے ہیں
یہ سچ ہے ، جو گرجتے ہیں، وہ بادل کم برستے ہیں

شاہ نصیرالدین نصیر

☆

کل جگ نہیں، کر جگ ہے یہ، یہاں دن کو دے اور رات کو لے
کیا خوب سودا نقد ہے، اس ہاتھ دے، اس ہاتھ لے

نظیر اکبرآبادی

☆

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار

میر تقی میر

☆

کہانی میری رودادِ جہاں معلوم ہوتی ہے
جو سنتا ہے، اسی کی داستان معلوم ہوتی ہے

سیماب اکبرآبادی

ماں باپ کی کمی کوئی پوری کر نہیں سکتا۔ ماں باپ کے سوا ہر کسی کی محبت شاید مول میں ملتی ہے یا پھر قرض میں۔ بس اتنا ہی بتا سکتی ہوں کہ کل تک بچی تھی، آج بہت بڑی ہوگئی ہوں مگر آج بھی ابو جی اگر کبھی سفر کے قابل نہ ہوتے اور امی جی مجھ سے اکیلی ملنے آتیں تو بہت سے مہنگے مہنگے تحائف کے ساتھ ایک بڑا سا شاپر مجھے تھما دیتیں جس میں بہت سے بسکٹ کے پیکٹ، نمکو، چاکلیٹس اور سلانٹیز بھری ہوتیں۔ ساتھ ہی بتاتیں کہ یہ 'چیز' تمہارے ابو نے تمہارے لیے بھیجی ہے۔

ہاں مجھے بالکل ننھی بچی کی طرح ڈیل کرتے تھے۔ میں اور بھائی سارے خاندان میں 'مہنگی اولاد' کے نام سے مشہور ہیں۔ ابو جی نے زندگی بھر کبھی ڈانٹا تک نہیں، مارنے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

میں موجود ہوتی یا نہ ہوتی۔ گھر میں کسی بھی کام کے لیے کسی کو بلانا ہوتا، آواز مجھے ہی دیتے تھے۔ نام میرا ہی پکارتے تھے۔ میں گھر میں ہوتی تو حاضر ہو جاتی، پھر مجھ سے کہتے، فلاں کو بلاؤ۔ میری بات کو جتنی اہمیت حاصل تھی، اتنی اوروں کی نہ تھی۔ کوئی بھی اہم معاملہ ہوتا، کسی کام کے لیے ابو جی نہ مان رہے ہوتے تو گھر کے سب افراد مجھے آگے کر دیتے تھے۔ میرے ایک بار کہنے کی دیر اور ابو جی مان جاتے۔ میرے سامنے 'نہ' کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

مجھے کوئی بھی پریشانی ہوتی، مجھ سے پہلے آنسو ابو جی کی آنکھوں سے گرتے تھے۔ میری آہ نکلتی، ان کی ہائے نکلتی تھی۔ جب تک میرا مسئلہ حل نہ ہو جاتا ،چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ مجھ سے بڑے سے بڑا نقصان بھی ہو جاتا مگر ابو جی 'بچی ہے' کہہ کر ٹال جاتے۔ اسکول یا مدرسے میں کوئی بھی مقابلہ ہوتا، میں مقابلہ جیتنے کے بعد ٹرافیاں اور شیلڈز لیے جب گھر میں داخل ہوتی تو ابو جی کو تحائف لیے اپنا منتظر پاتی۔ پھر ہم دونوں میں تحائف اور انعامات کا تبادلہ ہوتا۔ ابو جی میرے سر پہ ہاتھ دھر کے کہتے:

"میری بیٹی کا مقابلہ پورے خاندان میں کوئی نہیں کر سکتا۔"

ایک حیران کن بات...... ابو جی ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے لیکن ملازمت تھی کہ مل ہی نہیں رہی تھی، عین جس مہینے میری پیدائش ہوئی، اسی مہینے ابو جی کو ایک سرکاری محکمے نے خود ہی ملازمت کی آفر کی، جہاں ملازمت کے لیے درخواست تک نہ دی تھی، پھر وہ ملازمت پورے انیس سال برقرار رہی اور عین جس مہینے میری رخصتی تھی، اسی مہینے اچانک ابو جی کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ محکمہ ہی اچانک ختم ہو گیا۔ مہینہ تب بھی فروری کا تھا جب ملازمت ملی، اور مہینہ اب بھی فروری کا تھا جب برطرف کیا گیا۔

باتیں تو بہت سی ہیں لیکن میری طبیعت ابھی سنبھلی نہیں۔ حالاں کہ آج ابو جی کی وفات کو پورے دو ماہ اور سترہ دن ہو چکے ہیں لیکن میں نے مسلسل بستر پکڑا ہوا ہے۔ اس وقت بھی سارا جسم درد کر رہا ہے۔ اتنے عرصے بعد آج ہی قلم اٹھایا ہے اور بہت مشکل سے یہ چند الفاظ تحریر کیے ہیں ۔

دل زخم زخم لوگو کوئی ہے جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے غم جاں کسے سنائیں
یکا یک جو چھا گئی ہیں غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئی فضائیں
اٹھا سائبانِ شفقت بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں کہاں اپنا سر چھپائیں

اپنا دسترخوان

کوفتہ بریانی

اجزا: قیمہ آدھا کلو، چاول آدھا کلو، دہی 152 گرام، گھی یا تیل پاؤ، گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ فل، پیاز دو بڑی، پسا لہسن ایک گٹھی، پسی ادرک 25 گرام یا تین کھانے کے چمچ، پسی خشخاش ایک کھانے کا چمچ فل، پسے بھنے چنے ایک کھانے کا چمچ فل، ہری مرچ چار عدد، نمک اور سرخ مرچ حسب ذائقہ۔

ترکیب: قیمہ اگر بازار کا ہے تو اور اچھی طرح پیس لیں۔ چاول بھگو دیں، پیاز ایک کاٹ لیں، ایک پیس لیں، قیمہ میں پسی پیاز تھوڑا ادرک، لہسن، نمک، مرچ، خشخاش، چنے، گرم مصالحہ ملا کر ایک دفعہ اور پیس لیں اب چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا لیں اور گھی میں تل کر سرخ کر لیں۔

باقی گھی میں پیاز سرخ کریں۔ اوپر گرم مصالحہ، ادرک، لہسن ڈال کر بھونیں۔ اب اس میں کوفتے ڈال دیں، دہی کو پھینٹ کر ڈال دیں۔ اور اتنا بھونیں کہ دہی کا پانی خشک ہو جائے۔ ہری مرچ بھی بھونتے میں ڈال دیں، دہی کا پانی خشک ہو جائے تو چاول ڈال دیں اور اتنا پانی ڈالیں کہ چاول سے ایک پور اوپر ہو، نمک چاول کے پانی میں زیادہ ہو تو پکنے کے بعد پورا ہوتا ہے۔ چاول میں ایک کنی باقی ہو تو دم پر رکھ دیں۔ کوفتہ بریانی تیار ہے۔ طریقے تو اور بھی ہیں مگر یہ آسان اور جلد تیار ہونے والی ہے۔ کھائیں اور دعاؤں سے ہمیں مالا مال کر دیں۔ (سمیرا ارشد۔ کراچی)

کچے قیمے کے مٹھیا کباب

اجزا: قیمہ مشین کا خوب باریک پسا ہوا دو کلو نمک، پسی مرچ حسب ضرورت، پسا ہوا لہسن، ادرک دو چائے کے چمچ، سفید زیرہ، ثابت دھنیا دو چاول کھانے کے چمچ، بیسن آدھا پاؤ، دہی آدھا پاؤ، پسا ہوا گرم مسالہ دو چائے کے چمچ، پسا ہوا پپیتا دو چائے کے چمچ۔

ترکیب: بیسن کو خشک فرائی پان میں بھون لیں یہاں تک کہ خوشبو آنے لگے، زیرہ اور خشک دھنیا بھی بھون کر باریک گرائنڈر میں پیس لیں۔ تمام مصالحے قیمہ میں ملا لیں، چاہیں تو دو تین لیموں بھی نچوڑ لیں، پھر قیمے پر ایک روٹی کا ٹکڑا یا پیاز کے موٹے چھلکے پر ایک دہکتا ہوا کوئلہ رکھیں اور اس پر دو تین قطرے تیل کے ڈالیں اور اوپر سے ڈھکن ڈھک دیں، اور جب دھوئیں کی خوشبو اس میں رچ بس جائے تب ڈھکن ہٹا کر قیمے کو اچھی طرح مکس کر لیں چاہیں تو مزید ذائقے کے لیے باریک کٹی ہوئی گاجر ہری مرچیں بھی ملا سکتے ہیں۔ اب اس قیمے کو ہاتھ سے دبا کے مٹھی کے شیپ میں کباب بنا لیں گول بھی بنا سکتے ہیں لیکن مٹھی کے شیپ میں ذرا منفرد لگیں گے۔ سارے قیمے کے ایسے ہی کباب بنا لیں اور فریز کر لیں۔ حسب ضرورت بقر عید کے چٹخارے دار لمحات میں فریزر سے نکال کر کم تیل میں فرائی کر لیں پودینے کی چٹنی اور کیچپ کے ساتھ سرو کریں اور داد سمیٹیں۔ ہمارے آزمائے ہوئے ہیں بہت لذیذ بنتے ہیں آزمائش شرط ہے۔ (رابعہ عبدالحمید۔ کراچی)

رَبِّ هَبْ لِی مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (القرآن)
ترجمہ: اے میرے رب مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ (آمین)
کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر 100 سال کے لگ بھگ تھی اور اماں ہاجرہؑ کی عمر 90 برس تھی تو ابراہیمؑ اس وظیفہ کو کیا کرتے تھے اللہ رب العزت نے اس وظیفہ کی بدولت حضرت اسماعیلؑ کو پیدا کیا۔
خوشخبری
بے اولاد میاں بیوی کی مایوسی ختم
پھولوں کے بغیر باغ، بچوں کے بغیر گھر ویران نظر آتا ہے
کیا آپ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں؟
دوائی بذریعہ TCS پورے ملک میں فری ڈیلیوری
مطب پر مکمل رپورٹس کے ساتھ تشریف لائیں
بچہ پیدا ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والی تمام بیماریوں کا خاتمہ
24 گھنٹے ہیلپ لائن
آگاہی، مشورہ، تشخیص و معلومات کیلئے
0300-5790946
آنے سے پہلے فون پر ٹائم ضرور لیں
اوقات
صبح 10:30 بجے تا شام 7:30 بجے تک
چھٹی بروز جمعہ
حافظ دواخانہ
مرکز بانجھ پن متصل گورنمنٹ سٹی ٹرمینل اڈا یتیم خانہ چوک لاہور
0300-5790946-0324-4323812

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

☆ باجی سارہ الیاس کو کہانی لکھنے پر مکمل عبور حاصل ہے، آغاز کیسا انجام کیسا؟ فسانہ جاں پڑھ کر یہ شعر یاد آ گیا

آتے ہوئے اذاں، جاتے ہوئے نماز
بس اتنے مختصر وقت کے لیے آئے اور چلے گئے

''لازم ہے'' پڑھ کر بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے پتا نہیں بے چاری عافیہ کب اپنے بچوں میں واپس آئے گی؟ پردیسی ہم پردیسی آم پڑھ کر بہت لطف اندوز ہوئے اور آم کی قدر و قیمت ہمارے دل میں اور بڑھ گئی، آخر اپنا پاکستان تو اپنا ہے اس جیسی موج اور کہاں چاہیے لوڈ شیڈنگ کا مزا ہو یا آم کا۔ ساجدہ غلام محمد کا یہ فقرہ تو بہت خوب لگا ''ہمارا بس چلے تو دلہے میاں کو ہار بھی آموں کا ہی پہنائیں۔'' فرداً فرداً سب گھر والوں کو سنایا۔ اشتہارات دیکھتے گئے اور اپنے شہر کا نام ڈھونڈتے رہے لیکن کافی مایوسی ہوئی۔ (ام حسن علی۔ سیالکوٹ)

☆ اللہ خواتین کا اسلام کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

(راشدہ خاکیہ۔ کوٹ رادھا کشن)

☆ شمارہ 548 بہت ہی زیادہ پسند آیا۔ سارہ الیاس کی ''باجی'' پڑھ کر آنکھیں بھیگ گئی، شروع میں جتنی مزاحیہ تھی آخر میں اتنی ہی دکھی بھی تھی۔ ساجدہ غلام محمد کی ''پردیسی ہم پر...... دیسی آم'' پڑھ کر منہ میں پانی آ گیا اور محترمہ ساجدہ بے چاری پر بڑا ہی ترس آ رہا ہے کہ ان کو بھی شاعر اقبال اور شاہین اقبال اثر کی طرح آموں سے بہت محبت ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ یہ بے چاری محترمہ پردیس میں رہتی ہے اس لیے ان کی آم کھانے کی تڑپ بھی زیادہ ہے۔ محترمہ اہلیہ شاہین اقبال ماشاء اللہ بہت اچھا اور مزاح سے بھرپور لکھتی ہیں محترمہ آپ ایسے ہی شاعری کی ہڈیاں توڑتی رہیں ایک دن وہ بھی ضرور آئے گا جب آپ شاعری کی ہڈیاں جوڑا بھی کریں گی۔ (نورین ایمان۔ ساہیوال)

☆ ''باجی'' کہانی پڑھی پہلے تو خوشی سے پڑھتے جا رہے تھے پھر خوشی غمی میں تبدیل ہو گئی یہ تو دنیا کا دستور ہے کبھی غمی کبھی خوشی۔ رسم وفا بہت خوش مزاج لگی۔ بنت احمد نے لازم ہے لکھ کر بہت سے لوگوں کے ضمیروں کو جھنجوڑا ہے۔ پردیسی ہم پردیسی آم پڑھ کر ساجدہ غلام محمد پر بڑا ترس آیا۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی نعمت سے کسی کو نہ ترسائیں۔ بزم خواتین بھی خوب رہا ہم نے بھی بزم خواتین میں حصہ لیا تاکہ ہمیں اور خوب لگے میں نے پہلے بھی کہانی لکھی ہے اب بھی میرا ماضی، میرا بچپن بھیج رہی ہوں، امید ہے ہماری تحریر ضرور شایع ہوگی۔ (بنت محمد امداد اللہ)

☆ دوسری بار خط لکھ رہی ہوں۔ پہلا خط نجانے کہاں گیا؟ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ بہر حال دوسرا خط بڑی امید سے لکھ رہی ہوں اسے ضرور شایع کیجیے گا۔ ''خواتین کا اسلام'' بہت اچھا رسالہ ہے۔ اللہ آپ کو دنیا آخرت میں کامیابیوں سے ہم کنار کرے آمین۔ (منزہ جبیں اسکندر آباد میانوالی)

☆ میں آپ کے رسالے کی مستقل قاریہ ہوں اس میں کھانے کی تراکیب کا سلسلہ بند ہی کر دیں تو بہتر ہے۔ ہر کوئی اپنی مرضی سے کھانا پکانا چاہتا ہے ان تراکیب کی وجہ سے ایک قیمتی صفحہ ضایع ہو جاتا ہے اور مارکیٹ میں پکوان کے دیگر رسائل دستیاب ہیں۔ آپ کا رسالہ خدا کرے لاکھوں عورتوں کی اصلاح کا سبب بنے اس لیے اس میں اصلاحی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین جاری رکھیں۔ (عظمیٰ احمر۔ لاہور)

☆ آج کافی عرصہ بعد خط لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں کیوں کہ ہم تحریریں بھیجتے رہتے ہیں مگر نہ جانے وہ تحریریں کہاں جاتی ہیں۔ بھئی آخر ہوئے نہ مدیر بھائی سخت تو پھر وہ بھلا ہماری اوٹ پٹانگ سی تحریریں کیوں شایع کریں۔ باجی ریحانہ تبسم فاضلی دین کی انتھک خدمت کر رہی ہیں۔ ان کے انٹرویو میں بہت سی معلومات کا اضافہ ہوا۔ اور بزرگانِ دین سے بیعت کرنے کا جنون دل میں بیدار ہوا اللہ پاک ان کی عمر حیات فرمائیں، ان کی قربانیاں قبول فرمائیں۔ پیام سحر میں ہمارے لیے بہت سے پیام ہوتے ہیں نصیحت آموز مثالیں ہوتی ہیں۔ (اہلیہ مفتی لطف الرحمٰن۔ جھنگ صدر)

☆ بہت عرصے بعد آپ کی محفل میں شرکت کر رہی ہوں لیکن عدم موجودگی میں رسالے ہمیشہ زیر مطالعہ رہے، ان رسالوں میں آپ لوگوں کی مخلصانہ کوششوں کا اتنا گہرا عمل دخل ہے کہ ہمیں بڑی شدت سے پڑھنے کی بے چینی رہتی ہے اور گھر میں ہماری اور بیٹیوں کی باریاں لگتی ہیں۔ ورنہ ہمیشہ ہم ہی رہتے ہیں اماں جان جو ہوئے ہوئے، اس پیارے سالے نے ہمارے اندر برسوں کی سوئی ہوئی لکھاری کو جھنجوڑ کر بیدار کیا ہے۔ اور بیلن و کفگیر ڈوئی چمچ ہاتھ سے کچھ دیر چھڑا کر ہاتھ میں قلم تھما دیا ہے۔ آپ دعا کیجیے کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ آمین۔

(رابعہ عبدالحمید)

اخت حافظ بنت محفوظ فاروقی۔ سوہڈا

حسد کرنا تقدیر سے شکوہ کرنا ہے

غور کرنے کی بات ہے کہ حسد درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر کے اوپر اعتراض ہے کہ اسے یہ نعمت کیوں مل گئی؟ اس کے معنی یہ ہے کہ اللہ میاں آپ نے اس کو یہ نعمت کیوں دے دی؟ اے اللہ آپ نے اس کو کیوں منتخب کر لیا اس نعمت کے لیے۔ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہو رہا ہے اس واسطے بڑی خطرناک چیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حسد کرنے والا خود ہی اپنی آگ میں جلتا رہتا ہے اس محسود کو جس سے وہ حسد کر رہا ہے اس کو تو کوئی نقصان نہیں۔ حاسد دل میں کڑھ رہا ہے اس کے دل میں جلن ہو رہی ہے، اپنی آگ میں خود ہی جلتا رہتا ہے، جلن کڑھن میں ختم ہو جاتا ہے، نقصان اس کا صرف کرنے والے کو ہوتا ہے کسی اور کو نہیں پہنچتا۔ لہٰذا اس سے نجات حاصل کرنا بڑا ضروری ہے اور نجات حاصل کرنے کا طریقہ وہی ہے جو امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے حق میں خوب دعائیں کیا کریں کہ یا اللہ اس کے درجات بلند کر اور اس کو نعمتوں سے سرفراز فرما، اس کو اور نعمتیں عطا فرما اور دوسرے لوگوں کے سامنے اس کی تعریف بھی کرے، اس کی اچھائیاں بیان کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ علاج ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں حسد کی بیماریاں عام ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو حسد کی بیماریوں سے پناہ میں رکھے آمین ثم آمین۔ (بحوالہ خطابات عثمانی جلد 1 صفحہ 258)

دینی وعصری تعلیمی اداروں کے لیے خالصتاً اسلامی بنیادوں پر
نصابی کتب شائع کرنے والا واحد اشاعتی ادارہ

اقرأ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)

پسند فرمودہ: خطیب حرم حضرت مولانا محمد مکی صاحب الحجازی (مسجد حرام مکہ مکرمہ)

زیر نگرانی: محمد جمیل رحمانی (صدر مؤسس اقرأ تحریک المدارس پاکستان)

اقرأ پبلی کیشنز کا مکمل نصاب اختیار کرنے والے اداروں کو سہ ماہی سلیبس اور (پرنٹڈ) امتحانی پرچہ جات بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ نیز زیر تعلیم طلبہ میں سے 5 فی صد مستحق طلبہ کے لیے کاپی، کتابیں اور یونیفارم وغیرہ **مفت** فراہم کی جاتی ہیں۔

اقرأ پبلی کیشنز کی مطبوعات کے لیے اچھی شہرت کے حامل اسٹاکسٹ بھی رابطہ کر سکتے ہیں

اقرأ روضۃ الاطفال اکیڈمی (نزد کمیٹی چوک) مری روڈ راولپنڈی

اسلامی نظام تعلیم کا ملک بھر میں سب سے وسیع مربوط نیٹ ورک

اقرأ اسکولز موومنٹ (رجسٹرڈ)

اپنے علاقوں میں اسلامی طرز کے اسکول کھولئے اور باوقار ذریعہ معاش کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام تعلیم کو فروغ دیجئے۔ معلومات اور مکمل رھنمائی (فرنچائزڈ) کے لیے رابطہ کریں۔
0301-5373303, 0300-5511471

اصلی ''اقرأ'' کی پہچان

نام بھی اقرأ　یونیفارم بھی اقرأ　نظام بھی اقرأ　نصاب بھی اقرأ

احساس کی دولت

ز۔ع تاج۔بہاول پور

شمارہ نمبر 548 میں اہلیہ ضیاء اعوان کی تحریر 'فسانہ جان' نے پرانا دکھ تازہ کردیا۔ کچھ عرصے پہلے کی ہی بات ہے جب ایک دن میں اپنی بڑی بہن کے گھر گئی تھی۔ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی۔ آپی نے حال احوال کے بعد فوراً کہا۔

"زاہدہ! اندر آؤ دیکھو بے چارا لڑکا کیسے پھنس کر رہ گیا ہے۔"

میرے گھر چونکہ ٹی وی نہیں ہے تو میں ایسی خبروں سے بے خبر ہی رہتی ہوں۔ جیسے ہی گاؤن اتار کر کمرے میں رکھا اور بچوں کو خبر ہوئی کہ میں وہی خبر دیکھنے اور سننے کے ارادے سے اندر آرہی ہوں تو دونوں بیٹے عبداللہ اور عبدالہادی میرے آگے جم کر کھڑے ہوگئے کہ نہیں مما آپ نہ دیکھیں...... بڑی بیٹی نورالہدیٰ تو باقاعدہ کھینچ کر باہر لانے لگی۔ جیسے میری نظر پڑ جائے گی تو پتا نہیں کیا ہو جائے گا۔

"ارے بیٹا دیکھنے تو دو بے چارے بچے پر کیا بیت رہی ہے......

میں نے بھی ضد کی اور آپی کے کہنے پر بالآخر بچے بڑی مشکل سے آگے سے ہٹے تو دیکھا کہ ایک بائیس تیئس سال کا نوجوان ایک کثیر المنزلہ عمارت کی کھڑکی سے باہر لٹکا ہوا ہے، بڑی آس سے کبھی اِدھر، کبھی اُدھر دیکھتا ہوا۔ نیچے سڑک پر لوگوں کا جمِ غفیر ہے...... کئی نوجوان اس کی مووی بنا رہے تھے موبائل سے۔ لوگ تبصرے کررہے ہیں، اسے دیکھتے ہوئے مزے سے اپنے کام دھندوں پہ جارہے ہیں، کوئی بے حسی سی بے حسی تھی، مجھے کوئی ایک بندہ بھی نیچے ایسا نظر نہیں آیا جو اس کے لیے کوئی تگ و دو کرتا محسوس ہو۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی چلی گئیں۔

"دیکھا مما! ہم آپ سے کہہ رہے تھے ناں کہ آپ نہ دیکھیں، آپ سے برداشت نہیں ہوگا، اب کئی دنوں تک آپ کا یہ ہی حال رہے گا۔" بچے مجھے چپ کروانے کے ساتھ ناراض بھی ہو رہے تھے۔

"آپی الوگ کیسے تماشے کی طرح اس بچے کی بے بسی دیکھ رہے ہیں، کوئی کچھ کرتا کیوں نہیں، ٹی وی چینلز پر سب دکھایا جارہا ہے، ہر گھر میں یہ دیکھا جارہا ہے، ہمارے ملک کے ادارے، ہماری پولیس، ہماری فوج، یہ 1122 یہ 15، یہ بے شمار فلاحی تنظیمیں یہ سب کہاں ہیں؟ یہ سینکڑوں لوگ جو نیچے کھڑے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جو اس کی مدد کرسکے؟ آہ یہ میڈیا اور سٹیلائٹ کا دور، اس بچے کے ماں باپ، بہن بھائی بھی شاید ٹی وی پہ اپنے بیٹے کی یہ بے بسی دیکھ رہے ہوں گے، اس کی ماں کیسے تڑپ رہی ہوگی۔"

میری ہچکیاں بندھ گئیں اس کی ماں کے دل کی تڑپ کا سوچ کر...... اس اثنا میں وہ نوجوان لوگوں کی بے حسی دیکھ کر بالآخر حوصلہ ہار جاتا ہے، اس کے ہاتھوں میں شاید طاقت ختم ہو جاتی ہے اور وہ نیچے گر جاتا ہے اور یوں ساری حسیات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ جب ہم اپنے سامنے موجود کسی بے بس کے کام نہیں آسکتے تو جو ہم سے دور اور قید و بند میں پڑے ہیں، ان کی مدد کے بارے میں تو شاید کبھی سوچیں بھی ناں۔ جس قوم کے لوگ زخمی کو سڑک پر مرتا چھوڑ کر اپنی راہ لیتے ہوں، بے بسوں کی مدد کرنے کی بجائے ان کا تماشا دیکھتے ہوں، ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ کفر کے شکنجے سے اپنی کسی مسلمان بہن کو چھڑا لائیں گے۔

ٹھیک ہی کہتے ہیں سیانے کہ جنہیں کھڑا نظر نہ آئے انہیں بیٹھا کیا نظر آتا!

ہماری قوم جس اخلاقی تنزل کا شکار ہے۔ ایسے میں کسی ابنِ قاسم، کسی غزنوی، صلاح الدین ایوبی کا انتظار دیوانے کا خواب سہی، مگر خوابوں سے ناتا نہیں توڑنا چاہیے۔ حقیقت کیسی ہی کیوں نہ ہو، آس کے شجر کاشت کرتے رہنا چاہیے۔ سو میں نے اپنے آنسو صاف کیے اور اور اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے سامنے کیا۔ دونوں بالترتیب چار اور دس سال کے ہیں۔

"بیٹا! اگر تم دونوں ان لوگوں میں شامل ہوتے تو کیا کرتے؟" میں نے سکرین میں نظر آنے والے لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ہم...... مما ہم کیا کرسکتے تھے؟؟" بڑے بیٹے نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

"بیٹا! تم...... تم قریبی گھروں سے میٹرس، صوفہ کشن، کپڑے رضائیاں لاکر ڈھیر کردیتے......"

"مما آپ بھی کس دنیا میں رہتی ہیں، اول تو کوئی اتنی جلدی دروازہ نہ کھولتا اور اگر کھول بھی دیتا تو وہ چیزیں ہمیں نہ دیتا...... آپ بھی تو ہمیں کہتی ہیں کہ بغیر پوچھے دروازہ نہیں کھولنا، آج کل فراڈ بہت ہے، دھوکا دہی کے سو طریقے ایجاد ہوچکے ہیں......"

میرا بیٹا مجھ سے زیادہ حقیقت شناس تھا...... "اچھا تو تم سب لوگوں سے ان کی شرٹس لے لیتے، ان کو آپس میں باندھ کر جال سا بنا کر سب لوگ ہاتھوں میں تھام کر اس کے نیچے کردیتے...... ایسے وہ زخمی تو ہوتا لیکن شاید اس کی جان بچ جاتی......"

"مما کیا میں اپنی یہ شرٹس بھی اتار دیتا؟" چھوٹے عبدالہادی نے اپنی چودہ سو ننانوے کی برانڈڈ شرٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"بالکل اتار دیتے......" میں نے ایک لمحہ سوچ کر جواب دیا۔

"اور مما ہم جب لوگوں سے اس بات کی اپیل کرتے تو ہر کوئی اپنی شرٹ کی قیمت برانڈ وغیرہ سوچ کر جواب دیتے اور سوچ میں پڑنے والے آگ میں نہیں کودا کرتے......" میں اپنے بارہ سال کے بیٹے سے اتنی گہری بات سن کر گنگ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

"بیٹا کوئی تو دھوپ دوڑ ہوتی، اس کو بچانے کے سلسلے میں کوئی کوشش تو ہوتی......" میں نے تھکی اور ہاری ہوئی آواز میں کہا۔

"زاہدہ! خود کو ہلکان مت کرو۔ ہم قطروں میں بٹا ہوا دریا ہیں جو ملنے کو تیار نہیں...... سو کوئی کوشش کامیاب کیسے ہو؟" آپی نے مجھے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپی نے مجھے تسلی دی ہے یا آس توڑی ہے۔

آہ ہم لکیر کو پیٹنے والی قوم! زندوں کو در گور اور مرنے والوں کی قبروں پر چادریں اور چڑھاوے چڑھانے والی قوم، جیتوں کے منہ سے نوالہ چھین لینے اور مرے ہوؤں کے لیے دیگیں پکانے والی قوم! اصلاح چاہنے والوں کو دھتکارنے والی اور فتنوں کو گلے لگانے والی قوم! ہم کنویں کے وہ مینڈک ہیں جن کی سوچ اپنی ناک تک محدود ہے۔ کوئی جائے بھاڑ میں......

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس گناہ کی پاداش میں ہماری قوم سے احساس کی دولت چھین لی گئی ہے، اللہ ہمیں معاف فرمادے۔ ہمیں علم و عمل والا بنادے، ہمارا ظرف وسیع کردے، ہماری 'میں' کو 'ہم' کردے۔ ہمارے خون کی سفیدی کو پھر سے لال کردے آمین

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

The TRUTH

Subscription Charges

Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)

Bank Account → The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

رقم میزان بینک کی کسی بھی برانچ میں جمع کرائیں اور ڈپازٹ سلپ کا سیریل نمبر دیے گئے مرکزی رابطہ نمبر پر بتائیں

کراچی : 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ : 0333-7805339 | سرگودھا : 0321-6018171 | تربت : 0321-2140814
لاہور : 0300-4284430 | راولپنڈی : 0321-5352745 | ملتان : 0300-7332359
پشاور : 0314-9007293 | فیصل آباد : 0333-4365150

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052,021-36881355

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com